ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20 — جمعۃ المبارک 18/اکتوبر 2013ء — شمارہ 42

13/ذوالحجہ 1434 ہجری قمری ❁ 18/اخاء 1392 ہجری شمسی

باقی معاف کردو

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی کو پھلوں کے کاروبار میں نقصان پہنچا اور اس پر بہت قرضہ چڑھ گیا۔ آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم نے اس کیلئے صدقہ کی تحریک فرمائی مگر قرض کی رقم کے برابر مال اکٹھا نہ ہوسکا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے فرمایا جو ملتا ہے لے لو اور باقی معاف کردو۔

(مسند احمد جلد 3ص58حدیث نمبر 11568)

ایک مومنہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے عموماً زینت کی حفاظت اور اسے چھپانے کا کہا ہے۔ سوائے اس کہ جو زینت خود بخود ظاہر ہو جائے۔ یہاں خود بخود ظاہر ہونے والی زینت سے مراد ظاہری قد کاٹھ، ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔

لباس کے معاملہ میں محرم رشتوں کے سامنے بھی حیادار لباس ضروری ہے۔

یہ احمدی عورتوں پر، احمدی ماں باپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایک نظام کے تحت ان کو اپنی اولادیں دین کی خدمت کے لئے پیش کرنے کا موقع میسر ہے۔ جنہوں نے پیش کر دیئے ان کو اب مَیں کہتا ہوں کہ ان کی تربیت کریں۔

اے احمدی عورتو اور بچیو! اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اپنے آپ کو تقویٰ پر قائم رکھنے کا عہد کرنے والیو! اپنے آپ کو دنیا کی لہو ولہب سے دور رکھنے کا اعلان کرنے والیو! اپنی زینت کی قرآن حکیم کے حکم کے مطابق حفاظت کا اعلان کرنے والیو! اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنے والیو! اپنے مالوں کو دنیا کی لذات کے بجائے دین کے پھیلانے پر خرچ کرنے کا عہد کرنے والیو! اپنی اولادوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عہد کرنے والیو! اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کس حد تک آپ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچتے ہوئے اپنی زندگی گزار رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے آپ کو اس کی مغفرت اور رضوان کی چادر میں لپیٹ رہی ہیں۔

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت اور مرد اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی مغفرت اور اس کی رضوان کے حصول کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنے والا ہو۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 29 جون 2013ء بمقام کالسروئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا۔وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ۔ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔سَابِقُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔(الحدید: 22-21)

اللہ تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کردے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ زندگی اس بارش کی مثال کی طرح ہے جس کی روئیدگی کفار کے دلوں کو لبھاتی ہے۔ پس وہ تیزی سی بڑھتی ہے پھر تو اسے زرد ہوتا ہوا دیکھتا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب مقدر ہے۔ نیز اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضوان بھی۔ جبکہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا ایک عارضی سامان ہے۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور اس جنت کی طرف بھی جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی طرح ہے۔ جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

یہ آیات جن کی مَیں نے تلاوت کی ہے یہ وہی آیات ہیں جو اس اجلاس کے شروع میں بھی آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں۔ ان آیات میں مومنین اور غیر مومنین کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے یعنی دنیاداروں کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ براہ راست یہ ذکر کیا لیکن پہلی آیت جو میں نے تلاوت کی اس کے آخر میں جو نتیجہ نکالا گیا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صرف دنیا کے حصول کے لئے ان باتوں کو اپنانے سے بچ کر انسان خدا تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیں کہ یہی باتیں دنیا دار کو خدا تعالیٰ سے دُور لے جاتی ہیں اور یہی باتیں ایک مومن کو خدا تعالیٰ کا قرب بھی دلا سکتی ہیں۔ اور اس زمانے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے ان باتوں کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہی زمانہ ہے جس میں دنیا داری کی چمک دمک اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور انسان اس کی طرف اس طرح دوڑ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی غافل ہو رہا ہے۔ بلکہ مسلمان کہلانے والے بھی دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہو رہے ہیں کہ اپنے مقصد پیدائش کو بھی بھولتے چلے جارہے ہیں۔

سورہ جمعہ میں بھی جس میں مسیح موعود کی آمد کا ذکر ہے اس کے آخر میں مسلمانوں کو یہی توجہ دلائی گئی ہے کہ تم بھی دنیاداری کی طرف جاتے ہوئے اپنے فرائض کو بھول رہے ہو، اپنی عبادتوں کو چھوڑ رہے ہو۔ حالانکہ اس کھیل کود اور دنیا داری سے بڑھ کر فائدے اور رزق اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہیں جن کو تم حاصل کر سکتے ہو۔

پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم تقویٰ کو چھوڑ کر دنیا داری کے پیچھے چل پڑے ہو۔ تمہاری عقلیں ہی ماری گئیں ہیں۔ پس یقیناً دنیا داروں کی عقلیں ماری جاتی ہیں تو وہ تقویٰ سے دُور ہٹتے ہیں اور دنیا کی جاہ و حشمت اور چکاچوند انہیں سب سے بڑی attraction یا دلچسپی اور فائدے کی چیز نظر آتی ہے۔ پس ایسے لوگ مومن کبھی نہیں ہوسکتے۔

اب ان آیات کے حوالے سے میں مختصراً اُن باتوں کا ذکر کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے دنیا دار کی نشانیاں بتائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سن لو اور غور سے سن لو کہ یہ زندگی جو تم دنیا میں گزار رہے ہو اگر تمہیں اعلیٰ مقاصد سے غافل کررہی ہے تو صرف لہو ولعب ہے یعنی کھیل کود ہے۔ لہو کھیل کود کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھا کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ اور لَعْب بھی تقریباً یہی معنی دیتا ہے لیکن اس کے معنوں میں زیادہ عموم ہے، زیادہ وسیع معنی ہوجاتے ہیں۔ بعض کھیل کود تو فائدہ مند بھی ہوتے ہیں اگر حد اعتدال کے اندر رہ کر کھیلے جائیں، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والے نہ ہوں، ہر وقت صرف کھیل کود کی طرف ہی دھیان نہ ہو۔ لیکن یہ ایسا کھیل کود ہے جس کا کوئی فائدہ

نہیں ہے۔ بالکل ہی لغو اور بیہودہ کام ہیں جو انسان کو بالکل بامقصد زندگی سے دور کر دیتے ہیں اور پھر اتنا دور انسان چلا جاتا ہے کہ اس پر دوام اختیار کر کے مستقل اسی پر چلتے ہوئے اپنے مقصد حیات کو بھول جاتا ہے۔ انسان خود اپنے آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف واپسی کے سارے راستے بند کر لیتا ہے۔

آج آپ دیکھ لیں دنیا کی گناہ آلود زندگی اس لہو ولعب کا نتیجہ ہے اور واپسی کے سب راستے بھی بند ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے بند نہیں کئے خود لوگوں نے اپنے اوپر بند کر لئے ہیں۔ مثلاً جوأ ہے تو اس کے کھیلنے کے لئے بھی نئے سے نئے طریقے ایجاد ہوئے ہوئے ہیں۔ ہر جگہ، ہر سروس اسٹیشن پر، مارکیٹوں میں جوئے کی مشینیں لگی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور تو اور بعض کھیلیں، کھیل کھیل میں بچوں کو جوأ سکھا رہی ہوتی ہیں۔ پھر ہر قسم کی کھیل ہے جو جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے لیکن اس پر بھی شرطیں لگ رہی ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں لوگ اس میں رقمیں ہار رہے ہوتے ہیں اور رقمیں ہار کر دیوالیہ ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ پتہ ہوتا ہے کہ سب کچھ لٹ رہا ہے لیکن ایسی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، دنیا داری میں ایسے ڈوب جاتے ہیں کہ ہوش ہی نہیں ہوتی کہ سب کچھ جو ہمارا ختم ہو رہا ہے ہم اس کو سنبھالنے کی فکر کریں۔ پھر fun کے نام پر ہلّڑ بازی اور ناچ گانے ہیں۔ لڑکے لڑکیاں گروپ بنا کر پھرتے ہیں ایک دوسرے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ گروپوں کی صورت میں ایک دوسرے کا مذاق اڑایا جاتا ہے، استہزاء کئے جاتے ہیں اور یہ باتیں نوجوانوں میں اتنی زیادہ راہ پاتی جا رہی ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اب اس کی فکر ہونی شروع ہو گئی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی یہ فکر بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تو اس قسم کی تمام چیزیں جو دنیاوی ہاؤ ہُو اور چمک دمک کی طرف لے جاتی ہیں لہو ولعب ہیں اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے مقصد اور زندگی کے انعام کا ضیاع ہے۔ زندگی تو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ انسان کو جس سے فائدہ اٹھانا چاہئے لیکن اسی انعام سے انسان اپنی زندگی برباد کر رہا ہے۔

پھر اس لہو ولعب کے بعد جس چیز کا اس آیت میں ذکر فرمایا وہ زینت کا اظہار ہے یعنی ظاہری سج دھج۔ اس میں لباس کی سج دھج بھی ہے، میک اَپ کی زینت بھی ہے، گھروں کی خوبصورتی اور انہیں سجانا بھی ہے۔ غرض کہ ہر قسم کی ظاہری خوبصورتی ہے اور زینت کا اظہار خاص طور پر عورتوں میں بہت ہوتا ہے۔ بعض میک اَپ سے زینت کر رہی ہوتی ہیں اور بعض زیوروں سے اپنے آپ کو لاد کر زینت کر رہی ہوتی ہیں۔ بعض مہنگے قسم کے لباس پہن کر زینت کے سامان کر رہی ہوتی ہیں۔ بعض فیشن ایبل کپڑے پہن کر جس سے ان کے جسم نمایاں ہوں زینت کر رہی ہوتی ہیں۔ اور پھر آج کل اس زینت نے زینت کے نام پر بے حیائی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ شرم و حیا کی تمام حدوں کو پامال کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا لباس بے حیائی والا لباس ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پھر بڑے بڑے اشتہاری بورڈز کے ذریعہ سے، ٹی وی پر اشتہارات کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ پر اشتہارات کے ذریعہ سے بلکہ اخباروں کے ذریعہ سے بھی اشتہار دیئے جاتے ہیں کہ شریف آدمی کی اس پر نظر پڑ جاتی تو شرم سے نظر جھک جاتی ہے اور جھکنی چاہئے۔ یہ سب کچھ ماڈرن سوسائٹی کے نام پر، روشن خیالی کے نام پر ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا یہ زینت اب بے حیائی بن چکی ہے یعنی زینت کے نام پر بے حیائی کی اشتہار بازی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا دار کی ایک بہت بڑی بیماری فخر کرنا ہے۔ کہیں دولت پر فخر ہے۔ کہیں خاندان پر فخر ہے۔ کہیں اچھی کار پاس ہونے پر فخر ہے کہ میں نے نئے ماڈل کی کار لے لی یا مہنگی قسم کی کار لے لی۔ کہیں گھر بڑا ہونے پر فخر ہے۔ حتی کہ جیسا کہ مَیں نے کہا بعض کو اپنے فیشن ایبل ہونے پر بھی فخر ہے اور اس حد تک فیشن ایبل ہونا کہ فیشن کے نام پر برائے نام لباس اور حیا کے مٹ جانے پر بھی فخر ہے۔ اس میں مرد اور عورت سب شامل ہیں۔ مرد یہ کہتے ہیں کہ ہماری بیوی فیشن ایبل ہونی چاہئے، چاہے حیا نظر آئے یا نہ نظر آئے۔

پھر دنیا دار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دنیا دار نیکی میں آگے بڑھنے کی دوڑ میں شامل ہونے کی فکر نہیں کرتے بلکہ دنیا دار کو فکر ہوتی ہے تو یہ کہ میں اولاد میں آگے بڑھ جاؤں۔ میری بیٹے فلاں رشتہ دار سے زیادہ ہیں۔ اولاد کی نیکی کی فکر نہیں ہوتی بلکہ لڑکے ہونے کی فکر ہوتی ہے۔ اور اگر لڑکیاں ہوں تو پھر ماں باپ دونوں کو فکر ہو رہی ہوتی ہے۔ اس بات پر فخر ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا ہے، ہمارے کاروبار کو آگے چلائے گا۔ ہمارے بزنس کو پتہ نہیں کہاں سے کہاں تک لے جائے گا۔ یہ ان کی خواہشات ہوتی ہیں۔ ہماری نسل اس سے چلے گی۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ بیٹا اس قابل بھی ہو گا کہ کاروبار آگے لے جا سکے گا یا کاروبار لٹانے والا ہو گا۔ یہ نہیں جانتے کہ بیٹے سے نسل چل بھی سکے گی یا نہیں۔ یہ بھی نہیں جانتے کہ بیٹا خاندان کی نیک نامی کا باعث ہو گا یا نہیں۔ بہرحال یہ سب دنیا داروں کی خواہشات ہیں جن میں عورتیں بھی شامل ہیں اور مرد بھی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دنیاوی خواہشات کا انجام اس فصل کی طرح ہے جو تیزی سے بڑھتی ہے، اس کو دیکھ کر انسان بہت خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس سے یہ فائدہ اٹھاؤں گا اور وہ فائدہ اٹھاؤں گا لیکن ہوتا کیا ہے، ایک دن ایسی جلا دینے والی، تباہ کرنے والی ہوا اس پر چلتی ہے جو اس کو چورا چورا کر کے ضائع کر دیتی ہے۔ پس اس طرح دنیا داروں کی لہو ولعب، دنیا داروں کی زینت کے اظہار، دنیا داروں کے اپنے کاموں یا اپنے مالوں پر فخر، دنیا داروں کے اپنے مالوں پر انحصار اور اس کے حصول کے لئے جان توڑ کوشش، دنیا داروں کے اولاد کے لئے بے چین ہونے کی حالت، قطع نظر اس کے کہ وہ اولاد نیک صالح ہو، انجام کار دنیا داروں کو جہنم میں دھکیلنے کا باعث بن جاتی ہے۔ پس دنیا داروں کو اس دھوکے سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان کی تلاش کرنی چاہئے۔ پس یہ فرما کر ان دنیاوی چیزوں میں جہنم ہے لیکن مغفرت اور رضوان بھی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا۔ یہ بھی بتا دیا کہ یہی جہنم میں لے جانے والی جو چیزیں ہیں جنت میں لے جانے کا سامان بھی مہیا کرتی ہیں۔ پس ایک مومنہ اور ایک مومن کو انہی دنیاوی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بنانا چاہئے۔ اپنے مقصد پیدائش کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مومن اور مومنہ نے دنیا کو اپنی لونڈی بنانا ہے اور بنانا چاہئے۔

پس یہ دنیا جہاں دنیا دار کی زندگی کا مقصد ہے اور خدا تعالیٰ سے دور کرنے والی ہے وہاں ایک مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ ایک مومن مرد ہو یا عورت جب اللہ تعالیٰ کے دنیاوی فضلوں کو دیکھتے ہیں تو انہیں صرف دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے کا ذریعہ نہیں بناتے۔ دنیا داروں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ یہ سب مجھے اس لئے ملا ہے کہ میں اس کا حقدار تھا یا میں حقدار تھی۔ دنیا کی دولت اور آسائشیں سہولت کے تمام سامان ایک مومن کو اور ایک مومنہ کو ان اعلیٰ مقاصد سے غافل نہیں کرتے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ان میں سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے۔ ان نعمتوں کے بڑھنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مومنہ اور ایک مومن مزید جھکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی نعمتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کر کے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو دولت دی ہے اس کا اظہار صرف اپنی زینت کے سامان کر کے نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل کرنے کے لئے اپنے محروم بہن بھائیوں جن میں صرف خونی رشتے کے بہن بھائی شامل نہیں بلکہ انسانی رشتوں کے بہن بھائی بھی شامل ہیں ان کے بھی حق ادا کرنے کی کوشش کرتے، ان کی بھی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس انسانیت کے رشتوں کو نبھانے کے لئے جب اپنی زینت کے لئے ایک مومن کو حکم ہے کہ اعلیٰ لباس بناؤ تو غریب کا تن ڈھانپنے کی زینت کے بھی سامان کرو کہ غریب کی زینت تو سادہ لباس سے ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی عزّت اور عفّت کی حفاظت اس لباس سے ہو رہی ہوتی ہے۔ پھر اگر ایک مومنہ جب اپنا سوچے تو ساتھ ہی اس غریب دلہن کا بھی سوچے جو خوبصورت لباس سے محروم ہے۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس زینت کا اظہار بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زینت کا سامان تو کیا لیکن اپنی زینت کا نہیں، صرف دنیا دکھاوے کے لئے نہیں، اپنے حسن کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ساتھ ہی دوسرے کی زینت کا سامان بھی کیا۔ پس زینت کا لفظ اپنی ذات میں برا نہیں ہے کہ انسان سمجھے کہ ہر حال میں زینت بری چیز ہے۔ جب ظاہری زینت اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے طور پر کرتے ہوئے غریبوں کی زینت کی بھی فکر ہو تو اس کا انجام اس فصل کی طرح نہیں ہو گا جسے گرم آگ کا بگولہ جھلسا کر خاک کر دے بلکہ اس کا انجام اس بیج کی طرح ہو گا جس کو سات سو گنا تک پھل لگتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ پھل عطا کرے۔ پس یہی زینت سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ثواب دلوانے کا موجب بن جاتی ہے۔ ایک احمدی عورت کو ایسی زینت کی تلاش کرنی چاہئے۔ اگر کشائش ہے تو جہاں اپنے لئے زیور کے سیٹ جمع کئے ہیں تو وہاں ایک چھوٹا سا زیور ایک غریب دلہن کی زینت کے لئے بھی بنا کر دے دیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے سامان کرنے والا بناتا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مومنہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے عموماً زینت کی حفاظت اور اسے چھپانے کا کہا ہے۔ سوائے اس کہ جو زینت خودبخود ظاہر ہو جائے۔ یہاں خودبخود ظاہر ہونے والی زینت سے مراد ظاہری قد کاٹھ ہے، ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔ اور قد کاٹھ وغیرہ ایسی زینت ہے جو چھپ نہیں سکتی۔ اس لئے اس کے بارے میں فرما دیا کہ یہ تو مجبوری ہے۔ اس حد تک تو عورت کی زینت بے شک ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ اس نے باہر نکلنا ہے۔ کام کاج بھی کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن اگر خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے ہیں، میک اَپ کیا ہوا ہے، خوبصورت زیور ہاتھ پاؤں میں ڈالا ہوا ہے، اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو سجایا ہوا ہے، بالوں کو خوبصورتی سے بنایا ہوا ہے۔ تو یہ سب حیا کے دائرے میں رہتے ہوئے مَحرم رشتوں کے سامنے تو جائز ہے لیکن ہر ایک کے سامنے اس کا اظہار جائز نہیں۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ لباس کے معاملہ میں بھی محرم رشتوں کے سامنے بھی حیادار لباس ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم گھروں میں جینز کے اوپر چھوٹی ٹی شرٹ پہن لیتے ہیں، ایسا لباس باپ بھائی کے سامنے بھی جائز نہیں۔ صرف اگر گھر میں خاوند ہے تو اَور بات ہے لیکن اگر دوسرے رشتہ دار آ رہے ہیں تو چاہے وہ گھر میں پہنا ہوا لباس ہو وہ بھی صحیح نہیں ہوتا۔ حیادار لباس بہرحال گھر میں بھی ہونا چاہئے۔ پس جب زینت کے ایسے سامان کرو یعنی زیور پہنے ہوں اور دیگر اظہار کئے ہوں تو اسے چھپانے کا حکم ہے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری زینت پردے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری زینت اب پردے میں ہے۔ پردہ کرو گی تو یہ تمہاری زینت کا اظہار ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو یہ ساری سج دھج، زینت، میک اپ، بے پردگی تمہیں ایک وقت میں ایسی حالت میں کر دے گی کہ تم ہاتھ ملو گی۔ تمہاری اس زینت کے اظہار کی وجہ سے وقتی طور پر تو شاید جو دنیا دار عورتیں ہوتی ہیں ان کو سوسائٹی میں یعنی ایسی سوسائٹی میں جو دنیا داروں کی سوسائٹی ہے، پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے لیکن ایسے لوگوں کا انجام جو دنیا دار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ بھوسے کی طرح ہوتا ہے جو ضائع ہو جاتا ہے بلکہ اگلی نسلیں بھی ضائع ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

مجھے کسی نے بتایا کہ ایک خاتون یہاں سے کینیڈا گئیں تو وہاں ایک ایسی خاتون سے ان کا سامنا ہو گیا جنہوں نے دنیا کی خاطر اپنا پردہ اتار دیا تھا۔ پاکستان سے جب ایک طبقہ باہر آتا ہے تو ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو سب سے پہلے پردہ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہاں انہوں نے بڑے اچھے پردے کئے ہوتے ہیں۔ بہرحال جس نے پردہ اتارا ہوا تھا ان کو جرمنی سے جانے والی خاتون ملیں تو وہ ان جانے والی خاتون کو کہنے لگیں کہ تم کس دنیا میں رہ رہی ہو۔ اب یہ سکارف اور برقعے کا زمانہ نہیں رہا۔ یہ خوبی ہے یہاں سے جانے والی خاتون کی کہ اس نے سکارف اور برقعہ پہنا ہوا تھا۔ کینیڈا میں عموماً احمدی عورتیں حیادار ہیں، لباس کا خیال بھی رکھتی ہیں لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو احمدی معاشرہ کو خراب کرنے کے درپے ہیں۔ اگر وہ اپنی ذات کی حد تک خراب کر رہی ہیں جو یہاں بھی شاید ہوں اور دوسرے ملکوں میں بھی ہوتی ہیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر ایک مہم کی صورت میں دوسروں کو بھی خراب کر رہی ہیں تو ان سے بہرحال ہر عقلمند عورت کو بچنا چاہئے۔

کینیڈا میں اس دفعہ بھی دورہ پر جب میں نے عمومی توجہ دلائی تھی تو اکثریت نے ایسی حرکتوں سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔ بلکہ ایک بچی کو میں نے توجہ دلائی کیونکہ اس کا لباس صحیح نہیں تھا تو اس نے مجھے لکھا کہ وہ لباس جو آپ نے ناپسند کیا تھا وہ میں نے کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیا اور آئندہ میں عہد کرتی ہوں کہ وہ لباس کبھی نہیں پہنوں گی۔ تو یہ ہے احمدی لڑکیوں کا کردار جو زینت کی حقیقت کو ابھارتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 268

مکرم حسام بن غسان النقیب صاحب (1)

مکرم غسان النقیب صاحب کا تعلق فلسطین سے ہے جس کے شہر ''صفد'' میں 15 دسمبر 1946ء کو ان کی پیدائش ہوئی۔ حالات کی خرابی کے باعث ان کا خاندان فلسطین سے ہجرت کر کے سیریا آ گیا۔ جہاں انہوں نے پڑھائی شروع کی اور فنِ تعمیرات کے شعبہ میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ 1975ء میں نے انہوں نے ایک عیسائی عورت سے اپنی پسند کی شادی کر لی۔ جس کے بعد ان کا ایک بیٹا حسام النقیب اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ یہ چھوٹا سا خاندان نہ عیسائی تھا اور نہ ہی مسلمان۔ پھر ان کا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے صحیح اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کے اس سفر کی داستان مکرم حسام النقیب کی زبانی سنتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں:

ابتدائی دینی حالت

میرے والد مکرم غسان النقیب صاحب مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے نام کے تو مسلمان تھے لیکن دراصل وہ جوانی سے ہی کمیونسٹ خیالات کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ ان کے نزدیک دین اچھے اخلاق اور نیک سلوک کا نام تھا۔ لہذا اسی حد تک وہ دین کی پابندی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی نماز نہ پڑھی تھی۔ روزے رکھتے تھے لیکن اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے، نہ ہی اس لئے کہ یہ ایک عبادت ہے بلکہ اس لئے کہ ان میں طبی طور پر جسم کو فائدہ تھا۔ لہذا ان کے روزے بھوک پیاس برداشت کرنے سے عبارت تھے اور عبادات سے کلیۃً خالی ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے معاشرے کے کچھ رسم و رواج تھے جنہیں بچپن سے والد صاحب نے اپنایا ہوا تھا۔ بس یہی والد صاحب کا اسلام تھا جس کی وجہ سے وہ خود کو مسلمان کہتے تھے۔ دیگر ادیان اور طرز فکر کا احترام والد صاحب کے بنیادی اصولوں میں سے تھا۔

چونکہ میرے والدین کی پسند کی شادی تھی جو کہ والدہ صاحبہ کے عیسائی خاندان کی مرضی کے بالکل خلاف ہونے کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، لیکن ہماری پیدائش کے بعد والدین کے میرے ننھیال کے ساتھ تعلقات معمول پر آ گئے۔ باوجود مسلمان ہونے کے میرے والد صاحب دینی اعتبار سے میرے عیسائی ننھیال سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھے کیونکہ اسلام سے جن بعض امور کو انہوں نے پکڑا ہوا تھا وہ ہر مذہب میں قابل قبول تھے اس لحاظ سے ان کا عیسائیت یا کسی اور دین میں ضم ہو جانا بہت معمولی بات تھی۔

میں نے اور میری بہن نے گو عیسائی ماحول میں پرورش پائی لیکن سب کو علم تھا کہ میں نام کا مسلمان ہوں اور میری خالاؤں اور ماموؤں کے بچے نام کے عیسائی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ہم نے اپنے ننھیال میں کبھی اسلام یا عیسائیت کے بارہ میں بات نہ کی تھی۔ اس اختلاف کا علم تو ہمیں سکول میں جا کر ہوا جہاں میں مسلمان ہونے کے ناطے دینیات کے پیریڈ میں اسلام کے بارہ میں پڑھتا تھا جبکہ عیسائی بچے عیسائیت کے بارہ میں پڑھتے تھے۔ لیکن چونکہ ہمیں ظاہری طور پر اپنے والد اور والدہ میں کوئی فرق نظر نہ آتا تھا اس لئے کبھی اس کے بارہ میں سوال ہی پیدا نہ ہوا۔

صحیح اسلام کی تلاش

چالیس سال کی عمر کو پہنچ کر میرے والد صاحب کو صحیح اسلام کی تلاش کی فکر ہوئی اس کے لئے انہوں نے بہت سے مکاتب فکر سے تعلق جوڑا، اور کئی دینی جماعتوں سے روابط استوار کئے لیکن ان کے پیش کردہ اسلام سے والد صاحب کی تسلی نہ ہو سکی۔ فرقہ فرقہ اور جماعت جماعت میں پھرتے پھرتے چار سال کا عرصہ بیت گیا لیکن ان کو وہ صحیح اسلام نہ مل سکا جو ہر سوال کا جواب دیتا ہو اور خود تمام ادیان پر اپنی فضیلت کی دلیل قائم کرتا ہو۔ ان کی یہ تلاش محض علمی پیاس بجھانے کی حد تک ہی محدود رہی اور کبھی اس تڑپ نے انہیں اسلامی شعائر اپنانے یا عبادات کرنے کی طرف مائل نہ کیا۔

عظیم عالمِ دین

1994ء میں ڈش ہمارے ملک میں نئی نئی آئی۔ میرے والد صاحب نے بھی ڈش لگوائی اور روزانہ مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے لگے۔ ایک دن جب وہ حسبِ معمول مختلف چینلز بدل بدل کر دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک چینل پر ایک عالمِ دین ان کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس نے عمامہ پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ چند افراد بیٹھے تھے۔ یہ عالمِ دین انگریزی زبان میں گفتگو کر رہے تھے اور ایک شخص ان کی بات کا ترجمہ کر رہا تھا۔ اس عالم دین کی باتیں میرے والد صاحب کے دل میں اترنے لگیں۔ اس عالم دین کا انداز نہایت دلکش تھا۔ مشکل سے مشکل سوال کے جواب میں بھی ان کے چہرے پر بکھرنے والی مسکان اس بات کا واضح ثبوت فراہم کرتی تھی کہ انہیں اپنے جواب کی قوت وصحت کا بخوبی اندازہ ہے اور یہ بھی کہ وہ تمام حاضرین کے دلوں میں اتر کر اپنی بات سمجھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ عربی ترجمان کبھی اس عالم دین کو ''حضور'' کے لقب سے مخاطب کرتا تو کبھی ''امیر المومنین'' کے نام سے ان کا ذکر کرتا جس پر ہمیں کسی قدر تعجب ہوتا۔ مختلف آیات کی خوبصورت تشریح اور سوال کے کافی وشافی جوابات کی وجہ سے والد صاحب کا دل اس چینل اور اس عالم دین کے ساتھ جڑ کر رہ گیا تھا۔ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا کر یہ پروگرام دکھانے لگے۔ ہم دو سال تک یہ پروگرام دیکھتے رہے۔ ہمیں جماعت کے بارہ میں کچھ پتہ نہ تھا۔ ہاں اتنا جانتے تھے کہ یہ عالم دین حقیقی اسلام کی خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے رکھ رہے ہیں اور جو کچھ بھی فرماتے ہیں بالکل صحیح ہے۔ شاید یہی وہ اسلام تھا جس کی تلاش میں میرے والد صاحب سالہا سال تک بھٹکتے رہے تھے۔ یہ پروگرام لقاء مع العرب تھا اور عالم دین شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تھی جبکہ ترجمان مکرم حلمی شافعی صاحب تھے۔

اسلام کی طرف رجوع

جب حقیقی اسلام کا روشن چہرہ دیکھا تو والد صاحب نے اسلام اور شعائر اسلام اور عبادات کی طرف رجوع کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے ایک روز مجھے اپنے کورس کی دینیات کی کتاب لانے کا کہا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اگر تمہیں سکول میں نماز سکھائی جاتی ہے تو مجھے بھی پڑھنا سکھا دو۔ میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس چینل اور اس عالم دین نے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اس بات پر میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں اور پنجوقتہ نماز کا التزام کرنا چاہتا ہوں۔ بہر حال والد صاحب نے نماز سیکھی اور جب ایک دفعہ پڑھنی شروع کی تو پھر آج تک نہیں چھوڑی۔

والدہ کا اعتراض

نام کے اسلام پر والدہ صاحبہ اور ان کے عیسائی خاندان کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ اب جب والد صاحب نے باقاعدگی سے نماز پڑھنی شروع کی تو والدہ صاحبہ کو تشویش لاحق ہوئی۔ انہیں والد صاحب کے اس فعل سے شدید نفرت ہونے لگی۔ اور بالآخر ایک دن انہوں نے والد صاحب سے کہہ ہی دیا کہ آپ میرے سامنے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ اور کس لئے پڑھتے ہیں؟ اگر آپ میری بہن بھائیوں کے سامنے نماز پڑھیں گے تو وہ کیا کہیں گے؟ آپ ان کے سامنے نماز ہرگز نہ پڑھنا کیونکہ مجھے اس کی وجہ سے شدید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نیز یہ کہ ہمارے خاندان میں پہلے ہی بڑی مشکل سے ہماری کچھ عزت بنی ہے جو آپ کے اس فعل سے خاک میں مل جائے گی اور سب ہم سے نفرت کرنے لگیں گے۔ والدہ صاحبہ کی ان باتوں کی والد صاحب نے کوئی پرواہ نہ کی اور نماز جاری رکھی۔

ایم ٹی اے نے دوست ملا دیا

ایک روز میرے والد صاحب ایم ٹی اے پر لقاء مع العرب دیکھ رہے تھے کہ اچانک مجھے آواز دے کر کہنے لگے کہ حسام آؤ دیکھو یہ میرا بچپن کا دوست ہے۔ میں نے آ کر دیکھا کہ اس وقت لقاء مع العرب میں پرانے مترجم کی بجائے ایک اور شخص بیٹھا تھا۔ والد صاحب نے بتایا کہ یہ میرے بچپن کا دوست ہے، اس کا نام منیر ادلبی ہے اور ہم میٹرک تک اکٹھے پڑھے تھے پھر پڑھائی کی مختلف فیلڈز میں جانے کی وجہ سے جدا ہو گئے اور آج تقریباً 25 سال کے بعد مجھے میرا یہ دوست ایم ٹی اے پر مل گیا ہے۔

{پروگرام لقاء مع العرب مؤرخہ 17 جولائی 1994ء کو شروع ہوا۔ شروع سے لے کر 7 دسمبر 1995ء تک مکرم حلمی الشافعی صاحب نے ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ 12 دسمبر 1995ء تا 4 جنوری 1996ء مکرم منیر ادلبی صاحب، 8 جنوری تا 15 اگست 1996ء منیر عودہ صاحب، اور 5 ستمبر 1996ء تا آخری پروگرام بتاریخ 2 دسمبر 1999ء مکرم عبادہ بربوش صاحب نے عربی ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ (ندیم)}

مسیح اور دجال

ایم ٹی اے سے میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب سے نجات اور ہندوستان کی طرف ہجرت او روفات کے بارہ میں سنا۔ میرے والد صاحب کو یہ موضوع بہت پسند آیا اور وہ کہنے لگے کہ یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم نے دجال کے بارہ میں مفصل کلام سنا۔ دجال کے بارہ میں احادیث میں مذکور علامات کی منطقی تشریح مجھے اتنی اچھی لگی کہ میں ہر جگہ اس کا تذکرہ کرنے لگا۔ میں قبل ازیں دجال سے بہت ڈرتا تھا اور اس کی یہ تشریح سن کر میں نے کہا کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہم تو جہالت کے اندھیروں میں ہی گردش کر رہے تھے۔ میں ہر جگہ اس کو بیان کرتا حتی کہ میرے دوست احباب اس کے بارہ میں میری باتیں سن سن کر تنگ آنے لگے۔ اور کسی کی طرف سے اس تشریح کو قبول کرنے کا عندیہ نہ ملا۔ ان کا یہ رویہ شاید کسی حد تک درست بھی تھا کیونکہ میرے یہ دوست مسلمان تھے، قرآن پڑھتے تھے اور نماز روزہ کا التزام کرنے والے تھے، مسجدوں میں مولویوں کے دروس میں حاضر ہوتے تھے۔ جبکہ اس کے بالمقابل انہیں بخوبی علم تھا کہ میں نے آج تک کبھی نماز نہیں پڑھی تھی، دین اسلام کے دیگر شعائر کی نہ مجھے سوجھ بوجھ تھی نہ کبھی ان پر عمل کیا تھا۔ نیز انہیں یہ بھی علم تھا کہ میرا ننھیال عیسائی ہے اور میری عمر کا بیشتر حصہ اسی عیسائی ماحول میں گزرا ہے۔ اس صورتحال میں اچانک دجال جیسے مشکل موضوع پر میرا اس طرح فلسفیانہ گفتگو کرنا ان کے لئے کیونکر قابل قبول ہو سکتا تھا۔ اور وہ کیونکر یقین کر سکتے تھے کہ میری تشریح ہی درست ہے جبکہ میں اسلام کی الف باء سے بھی ناواقف تھا۔

زندگی کی پہلی دعا

اپنے دوستوں کے مذکورہ رویّے کو دیکھ کر مجھے دجال کی اس تشریح اور اس کے ساتھ ایم ٹی اے پر سنے جانے والے دیگر مفاہیم کی صحت کے بارہ میں شک ہونے لگا۔ ایک روز مَیں اپنے بستر پر بڑی پریشانی کے عالم میں اسی امر کے بارہ میں سوچ رہا تھا کہ اسی حالت میں میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ: اے خدایا! اگر ایم ٹی اے پر آنے والے عالمِ دین کی باتیں ٹھیک ہیں تو مجھے حقیقت دکھا دے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، لیکن اگر ان کی بات درست نہیں ہے اور مجھے یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ حق پر ہیں تو مجھے ان سے دور کر دے۔ یہ میری زندگی کی پہلی دعا تھی۔ اس سے قبل میں نے نہ تو کبھی نماز پڑھی تھی اور نہ ہی دعا کی تھی۔

ایم ٹی اے غائب ہو گیا

ایم ٹی اے کے روزمرہ پروگرام لقاء مع العرب سے بہرہ مندہ ہونے کا سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا کیونکہ ایم ٹی اے کی نشریات بند ہو گئیں اور ہمیں تلاشِ بسیار کے بعد بھی یہ چینل کہیں نہ مل سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایم ٹی اے کسی اور سیٹلائٹ پر منتقل ہو گیا اور ہماری چھوٹی ڈش کے ذریعہ اسے دیکھنا ممکن نہ رہا۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ میری دعا کی قبولیت ہے، یہ چینل مجھ پر غلط اثر ڈال رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن کر مجھے اس سے دور کر دیا۔ چند روز تک تو میں یہ سوچتا رہا لیکن اس کے بعد بار بار دل میں یہی خیال آنے لگا کہ یہ میرا وہم ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایم ٹی اے پر سنی جانے والی تشریحات ہی درست ہیں۔ میں ان خیالات سے اس قدر مغلوب ہو گیا کہ ایک دن دوبارہ میں نے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے خدایا تُو میرے حال سے خوب آگاہ ہے اگر اس چینل میں میرے لئے خیر ہے تو یہ مجھے دوبارہ دکھا دے۔

اس دعا سے میرا دل ہلکا ہو گیا۔ گویا دعا کر کے میں اس امر سے بری الذمہ ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ذہن سے احمدیت کے موضوع کو کلیۃً مٹا دیا اور اپنی معمول کی زندگی کی طرف لوٹ آیا۔

میری والدہ میری اس حالت سے خاصی مطمئن تھیں کیونکہ میں والد صاحب کے نقش قدم پر نہیں چلا اور صوم وصلوٰۃ کی طرف نہیں آیا۔ دوسری طرف والد صاحب نے ایم ٹی اے کے غائب ہو جانے کے باوجود نماز اور تلاوت قرآن جاری رکھی۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے میری ایک خالہ کے ذریعہ انجیل بھی منگوائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی حقیقت جاننے کے لئے اس کا مطالعہ بھی کیا۔ اسی طرح انہوں نے دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور لوگوں کے ساتھ وفات مسیح اور انکی ہندوستان کی طرف ہجرت کے بارہ میں بکثرت بات چیت کرنے لگے۔ کئی سال گزر گئے حتی کہ 2003ء کا سال آ گیا جس میں ہمارا رابطہ ایم ٹی اے کے ساتھ دوبارہ جڑ گیا۔

(باقی آئندہ)

رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین

صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 2

زمین کے لئے رحمت

زمانہ سے ہٹ کر میری نِگہ کُرۂ ارض پر پڑی۔ مَیں نے کہا ہماری دنیا دوسرے کُرّوں سے کچھ کم خوبصورت نہیں بلکہ بظاہر زیادہ ہے کیونکہ وہاں تو صرف روشنی آتی ہے اور یہاں روشنی کے علاوہ قسم قسم کے سبزے اور رنگ رنگ کے نظارے اور پھولوں سے ڈھنپی ہوئی بلند پہاڑیاں اور کلیلیں کرتی ہوئی ندیاں اور اُچھلتے ہوئے چشمے اور سایہ دار وادیاں اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت اور پھولوں سے اَٹی ہوئی جھاڑیاں اور لہلہاتے ہوئے کھیت اور غلّوں سے بھرے ہوئے کھلیان اور چہچہاتے ہوئے پرندے اور ناز و رعنائی سے بھاگتے ہوئے چوپائے اور نہ معلوم کیا کیا کچھ بھرا پڑا ہے۔ مجھے اُس وقت زمین کچھ ایسی خوبصورت نظر آئی کہ درندوں اور وحوش اور سانپوں اور بچھوؤں اور دوسرے زہریلے کیڑوں اور مچھروں اور طاعون کے چُوہوں تک میں مجھے خوبصورتی ہی خوبصورتی نظر آنے لگی۔ میں نے خیال کیا کہ شیر بے شک وحشی جانور ہے اور کبھی کبھی انسانوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے لیکن اگر شیر نہ ہوتا تو شیر افگن کہاں سے پیدا ہوتے۔ اگر بہادر شیر انسانوں کی بہادری کی آزمائش کے لیے نہ ہوتا تو بہادری کی آزمائش کا یہی ذریعہ رہ جاتا کہ لوگ بنی نوع انسان پر حملہ کر کے اپنی شجاعت کی آزمائش کرتے۔ اور یہ جانور تو زندہ ہی نہیں مر کر بھی ہمارے کام آتا ہے۔ اس کی چربی اور اس کے ناخن اور اس کی کھال علاجوں اور زینت و زیبائش میں کیسی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ مجھے سانپ کے زہر سے زیادہ اُس کے گوشت کے فوائد نظر آنے لگے اور میں نے کہا کہ اگر سانپ نہ ہوتا تو ہمارے اطبّاء قرصِ افعی کہاں سے ایجاد کرتے؟ اگر بچھو نہ ہوتا تو یہ گُردوں کی پتھریوں کے مریض آپریشن کے بغیر کس طرح آرام پاتے؟ میں نے مچھر کو صرف کثرتِ رطوبت کا ایک الارم پایا۔ بیچارہ چھوٹا سا جانور کس طرح رات دن ہمیں بیدار کرتا اور بتاتا ہے کہ گھر میں نالیاں گندی رہتی ہیں، شہر کی بدروئیں مَیلے سے بھری رہتی ہیں۔ لوگ پانی جیسی نعمت یونہی ضائع کر رہے ہیں۔ غرض رات دن ہمیں اپنے فرض سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ جب ہم ہوشیار نہیں ہوتے اور سُستی کا دامن نہیں چھوڑتے تو بیچارہ غصہ میں آ کر کاٹتا ہے۔ بیماری اتنی مچھر سے تو پیدا نہیں ہوتی جتنی کثرتِ رطوبت سے، جتنی گندی نالیوں کے تعفّن سے، بدروؤں کی غلاظت اور بے احتیاطی سے پھینکے ہوئے پانیوں سے۔ غرض مجھے ہر شَے میں اُس کے پیدا کرنے والے کا حُسن نظر آنے لگا۔ ہر ذرّہ میں ازلی ابدی محبوب کی شکل نظر آنے لگی۔ مگر ناگاہ میری نظر آبادیوں کی طرف اُٹھ گئی اور میں نے دیکھا کہ لوگ پہاڑیوں، درختوں، پتھروں، دریاؤں، جانوروں کے آگے سجدے کر رہے ہیں اور مغز کو بھول کر چھلکے پر فدا ہو رہے ہیں۔ میری طبیعت مُنْغَضّ ہو گئی اور میرا دل متنفّر ہو گیا اور مجھے شیر، سانپ، بچھو تو الگ رہا مصفّٰی پانی میں بھی لاکھوں کیڑے نظر آنے لگے اور سبزہ زار مرغزاروں سے بھی سڑے ہوئے سبزے کی دماغ سوز بُو آنے لگی اور میں نے دیکھا کہ یہ زمین تو ایک دن رہنے کے قابل نہیں۔ مجھے یوں معلوم ہوا گویا یہاں کی ہر شَے مُردہ ہے اور اس کے نظارے ایک بدکار بڑھیا کی مانند ہیں کہ باوجود ہزاروں بناوٹوں اور تزئینوں کے اُس کی بدصورتی اور بدسیرتی چُھپ نہیں سکی۔ مگر میں اسی حالت میں تھا کہ پھر وہی آواز بلند ہوئی۔ پھر وہی شیریں، دل میں چُبھ جانے والی آواز اونچی ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ انسان کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے پہاڑ اور اس کے دریا اور اس کے چرند اور اس کے پرند اور اس کے میوے اور اس کے غلّے سب کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اعمال میں تنوع پیدا ہو اور وہ ان امانتوں کے بہترین استعمال سے اپنے پیدا کرنے والے کا قرب حاصل کرے۔ اس زمین کی اچھی نظر آنے والی اور بظاہر بُری نظر آنے والی سب اشیاء انسان کے لیے آزمائش ہیں۔ پس مبارک ہے وہ جو اِن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے پیدا کرنے والے کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اِس آواز کا بلند ہونا تھا کہ یوں معلوم ہوا گویا اس دنیا کے ذرہ ذرہ کے سر پر سے بوجھ اُتر گیا۔ یہی جہان ایک جنت نظر آنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگلے جہان کی جنت اِس جنت کا ایک تسلسل ہے اور کچھ بھی نہیں۔ بہت سے لوگ جنہوں نے اِس آواز کو سنا اپنی غلطیوں سے پشیمان ہو کر شرک و بدعت سے توبہ کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف دوڑ پڑے۔ پھر دنیا خدا کے جلال کا ظہور گاہ بن گئی۔ پھر کسی کی تجلّیاں اس میں نظر آنے لگ گئیں اور میں نے ایک آہ بھر کر کہا کہ یہ آواز ہماری زمین کے لیے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

انسانیت کے لیے رحمت

جب مَیں نے تمام مخلوقات میں سے انسان کی عبادتوں کو دیکھا اور اس کی غلطیوں کے ساتھ اس کی توبہ پر نظر کی اور اس کی ناکامیوں کے ساتھ اس کی متواتر جدوجہد کا معائنہ کیا تو میرا دل خوشی سے اچھل پڑا اور میں نے کہا اِس خوبصورت دنیا میں ایسی اچھی مخلوق کیسی بھلی معلوم دیتی ہے، کس طرح دل کھینچتی ہے۔ مگر جب میں اس سُرور سے متکیّف ہو رہا تھا، یکدم میری نِگہ چند لوگوں پر پڑی جنہوں نے سیاہ جُبّے پہن رکھے تھے، جن کی بڑی بڑی داڑھیاں اور موٹی موٹی تسبیحیں اور سنجیدہ شکلیں انہیں مذہبی علماء ثابت کر رہی تھیں۔ ان کے گرد ایک جمگھٹا تھا۔ کثرت سے لوگ ان کی باتوں کو سنتے اور ان سے متأثر ہوتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کے اکثر لوگ ان کی توجہ کا شکار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ان کے چہروں سے علم کے آثار ظاہر تھے اور ان کی باتوں سے درد اور محبت کی بُو آتی تھی۔ انہوں نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے بدبخت انسانو! تم کیوں خوش ہو؟ آخر کس امید پر تم جی رہے ہو؟ کیا تم کو اس جہنم کے گڑھے کی خبر نہیں جو تمہارے آباء نے تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے؟ وہ نہ بجھنے والی آگ جو گندھک سے بھڑک رہی ہے، وہ تاریکی جس کے سامنے اِس دنیا کی تاریکیاں روشنی معلوم ہوتی ہیں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پھر تم کیوں خوش ہو؟ تم کس منہ سے نجات کے طالب ہو اور تمہارا دل کس طرح اس کی تمنا کر سکتا ہے؟ تم نہیں سمجھتے کہ پاک اور ناپاک کا جوڑ نہیں؟ اور ماضی کا بدلنا کسی کے اختیار میں نہیں۔ تم میں سے کون ہے جو کہے کہ وہ پاک ہے اور خدا تعالیٰ سے ملنے کا مستحق ہے؟ اور تم میں سے کون ہے جو کہے کہ وہ پاک ہو سکتا ہے؟ کیونکہ شریعت پاک نہیں ناپاک کرتی ہے۔ حکم فرمانبردار نہیں نافرمان بناتا ہے۔ کون ہے جو تمام حکموں پر عمل کر سکتا ہے؟ اور جس نے ایک ادنیٰ سے حکم کی بھی نافرمانی کی وہ باغی بن گیا۔ کیا عمدہ سے عمدہ شے کو ایک قطرہ ناپاکی کا ناپاک نہیں کر دیتا؟ پھر تم کس طرح خیال کر سکتے ہو کہ تم پاک ہو یا پاک ہو سکتے ہو۔ کیا تم کو یاد نہیں کہ تمہارے باپ آدم نے گناہ کیا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو بھول گیا اور شیطان نے اس کو اور اس کی بیوی حوّا کو جو تمہاری ماں تھی ورغلایا اور گنہگار کر دیا؟ تم جو اُن کی اولاد ہو کس طرح خیال کر سکتے ہو کہ ان کے گناہ کے ورثہ سے حصہ نہ لوگے؟ کیا تم امید کرتے ہو کہ اُن کی دولت پر تو تم قابض ہو جاؤ اور ان کے قرضے ادا نہ کرو؟ ان کی نیکیاں تو تم کو مل جائیں اور ان کے گناہ میں تم حصہ دار نہ بنو؟ اور جب گناہ تم کو ورثہ میں ملا ہے تو تم اس ورثہ کی لعنت سے بچ کیونکر سکتے ہو؟ تم خیال کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا؟ نادانو! تم کو یاد نہیں کہ وہ رحم کرنے والا بھی ہے اور عدل کرنے والا بھی؟ اُس کا رحم اُس کے عدل کے مخالف نہیں چل سکتا۔ پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری خاطر اپنے عدل کو بھول جائے؟ میں نے دیکھا ان کی تقریروں میں مایوسی کی لہر اِس قدر زبردست تھی کہ امیدوں کے پہاڑ کو اُڑا کر لے گئی۔ جو چہرے خوشیوں سے تمتما رہے تھے حرمان و یاس سے پژمردہ ہو گئے۔ دنیا اور اس کے باشندے ایک کھلونا اور وہ بھی شکستہ کھلونا نظر آنے لگے مگر ذرا سانس لے کر ان علماء نے پھر گرج کر لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا مگر تم مایوس نہ ہو کہ جہاں تمہاری امیدوں کو توڑا گیا ہے وہاں ان کے جوڑنے کا بھی انتظام موجود ہے اور جہاں ڈرایا گیا ہے وہاں بشارت بھی مہیا کی گئی ہے۔ خدا کے عدل نے تم کو سزا دینی چاہی تھی مگر اس کے رحم نے تم کو بچا لیا۔ اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ بے گناہ ہو کر صلیب پر لٹکایا جائے اور سچا ہو کر جھوٹا قرار پائے۔ چنانچہ وہ مسیح کی شکل میں دنیا میں ظاہر ہوا اور یہود نے اسے بلا کسی گناہ کے صلیب پر لٹکا دیا اور وہ تمام ایمان لانے والوں کے گناہ اٹھا کر ان کی نجات کا موجب ہوا۔ پس تم اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہ اٹھا لے گا۔ اِس طرح خدا کا عدل بھی پورا ہوگا اور رحم بھی، اور دنیا نجات پا جائے گی۔ میں نے دیکھا کہ مایوسی پھر دُور ہو گئی اور لوگ خوشیوں سے اچھلنے لگے اور ساری دنیا نے ایسی خوشی کی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں ملتی۔ اور لوگ آئے اور صلیب کو جو ان کی نجات کا موجب ہوئی روتے ہوئے چمٹ گئے۔ وہ بیتاب ہو کر کبھی اُس کو بوسہ دیتے اور کبھی اُس کو سینہ سے لگاتے اور ایک دیوانگی کے جوش سے انہوں نے اس چیز کا خیر مقدم کیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس جوش کے سرد ہونے پر بعض لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ یہ تو بے شک معلوم ہوتا ہے کہ گناہ سے انسان بچ نہیں سکتا لیکن امید کا پیغام کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر خدا کے لئے عادل ہونا ضروری ہے تو اس کا بیٹا بھی ضرور عادل ہوگا اور اگر گناہگار کے گناہ کو معاف کرنا عدل کے خلاف ہے تو بے گناہ کو سزا دینا بھی تو عدل کے خلاف ہے۔ پھر کس طرح ہوا کہ خدا کے بیٹے نے دوسروں کے گناہ اپنے سر پر لے لئے اور خدا نے اس بے گناہ کو پکڑ کر سزا دے دی؟ پھر انہوں نے کہا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ موت کو تو گناہ کی سزا بتایا گیا تھا جب گناہ نہ رہا تو موت کیونکر رہ گئی؟ گناہ کے معاف ہونے پر موت بھی تو موقوف ہونی چاہئے تھی۔ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ ہم سے تو اَب بھی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ اگر ورثہ کا گناہ دُور ہو گیا تھا تو گناہ ہم سے باوجود بچنے کی کوشش کے کیوں ہو جاتا؟ جب بعض دوسروں نے ان کو دلیری سے یہ کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم سے بھی اور ہم سے بھی؟

پھر مَیں نے عالَمِ خیال میں دیکھا کہ ان لوگوں نے کہا کہ خدا نے ہم کو کیوں پیدا کیا؟ انسانیت جو اس قدر اعلیٰ شے سمجھی جاتی تھی کیسی ناپاک ہے؟ کس طرح گناہ سے اس کا بیج پڑا اور گناہ میں اس نے پرورش پائی اور گناہ ہی اس کی خوراک بنی اور گناہ ہی اس کا اوڑھنا بچھونا ہوا۔ ایسی ناپاک شے کو وجود میں لانے کا مقصد کیا تھا؟ یہ جنت کیا شے ہے؟ اور کس کے لئے ہے؟ کیونکہ ہم کو تو مایوسی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور دوزخ کے سوا کسی شَے کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ وہ اِنہیں فکروں میں تھے کہ پھر وہی شیریں اور مست کر دینے والی آواز جو کئی بار پہلے دنیا کے عُقدے حل کر چکی تھی بلند ہوئی۔ پھر اس آواز کی صداؤں سے پُرکیف نغمے پیدا ہو کر دنیا پر چھا گئے۔ پھر ہر شخص گوش بآواز ہو گیا۔ پھر ہر دل رجاء و امید کے جذبات سے دھڑکنے لگا۔ وہ آواز بلند ہوئی اور اس نے دنیا کو اِس بارہ میں طویل پیغام دیا جس کے مطلب اور مفہوم کو میں اپنے الفاظ میں اور اپنی تمثیلات سے ادا کرتا ہوں۔ اس نے کہا جو کسی کے دل میں ناامیدی پیدا کرتا ہے وہ اس کے ہلاک کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ایمان کی کیفیت خوف و امید کی چاردیواری کے اندر ہی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ بھی تب جب امید کا پہلو خوف پر غالب ہو۔ پس جو امید کو دور کرتا ہے وہ گناہ کو مٹاتا نہیں بڑھاتا ہے اور خطرہ کو کم نہیں زیادہ کرتا ہے۔ آدم نے بیشک خطا کی لیکن وہ ایک بھول تھی۔ دیدہ و دانستہ گناہ نہ تھا۔ لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ باپ جو کچھ کرے بیٹے کو اُس کا ورثہ ملے۔ اگر یہ ہوتا تو جاہل ماں باپ کے لڑکے ہمیشہ جاہل رہتے اور عالموں کے عالم۔ مسلول ماں باپ کے بچے ہمیشہ مسلول نہیں ہوتے، نہ کوڑھیوں کے بچے ہمیشہ کوڑھی ہوتے ہیں۔ بعض باتوں میں ورثہ ہے اور بعض میں ورثہ نہیں۔ اور جہاں ورثہ ہے وہاں بھی خدا تعالیٰ نے ورثہ سے بچنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اگر ورثہ سے بچنے کے سامان نہ ہوتے تو تبلیغ اور تعلیم کا مقصد کیا رہ جاتا؟ کافروں کے بچوں کا ایمان لے آنا بتاتا ہے کہ ایمان کے معاملہ میں خدا تعالیٰ نے ورثہ کا قانون جاری نہیں کیا۔ اگر اس میں بھی ورثہ کا قانون جاری ہوتا تو مسیح کی آمد ہی بیکار جاتی۔ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو نیک طاقتیں دے کر پیدا کیا ہے۔ پھر بعض انسان ان حالتوں کو ترقی دیتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں اور بعض ان کو پاؤں میں روند دیتے ہیں اور نامراد ہو جاتے ہیں۔ قانونِ شریعت بے شک سب کا سب قابلِ عمل ہے لیکن نجات کی بنیاد عمل پر

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ایک مرتبہ پھر مجھے اس علاقے کے احمدیوں سے ملنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے حالات جماعتی لحاظ سے ایسے ہیں کہ وہاں میرا جانا مشکل ہے۔ اس لئے سنگاپور ہی ایسی جگہ ہے جہاں ان جماعتوں کے افراد سے ملاقات کے سامان اللہ تعالیٰ مہیا فرما دیتا ہے۔

پاکستان کے بعد انڈونیشیا ایسا ملک ہے جہاں ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہوتی چلی جا رہی ہیں

پاکستان میں تو ظلموں کی انتہا ہے اور کلمہ پڑھنے والوں پر ظلم کیا جا رہا ہے اور کلمہ کے نام پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ اور اُنہی کا اثر اور اُن پاکستانی مُلّاؤں کا اثر ہی انڈونیشیا کے مُلّاؤں پر بھی ہے جو یہ ظلم کرتے رہتے ہیں یا کرنے کی طرف لوگوں کو ابھار رہے ہیں۔

ہر احمدی کو چاہئے کہ ان مخالفتوں کی آندھیوں کے باوجود اپنے ایمان کو بڑھاتا چلا جائے۔ استقامت کے اِن نمونوں پر ہمیشہ قائم رہے۔ ایمان و اخلاص میں بڑھتا چلا جائے اور ثبات قدم کے لئے دُعا بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا اور اپنی عملی حالتوں کو بہتر کرنا صرف اُن احمدیوں کا کام نہیں جن پر سختیاں ہو رہی ہیں بلکہ ہر احمدی کو اپنی حالتوں کے جائزے لینے چاہئیں۔

حکمت کے ساتھ اپنے تبلیغ کے میدان کو وسیع تر کرتے چلے جائیں۔ ہر طبقے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا خراب، ہم احمدی مسلمانوں نے اسلام کا اصل چہرہ دنیا کو دکھانا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانے میں فاصلوں کی دوری کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جماعت اور خلافت کے تعلق کو جوڑ دیا ہے۔ اس لئے میرے خطبات اور مختلف پروگراموں کو ضرور سنا کریں۔ یہ خطبات وقت کی ضرورت کے مطابق دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو ان سے ضرور جوڑیں تا کہ دنیا میں ہر جگہ احمدیت کی تعلیم کی جو اکائی ہے اس کا دنیا کو پتہ لگ سکے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 ستمبر 2013ء بمطابق 27 تبوک 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد طٰہٰ۔ سنگاپور

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ایک مرتبہ پھر مجھے اس علاقے کے احمدیوں سے ملنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے حالات جماعتی لحاظ سے ایسے ہیں کہ وہاں میرا جانا مشکل ہے۔ اس لئے سنگاپور ہی ایسی جگہ ہے جہاں ان جماعتوں کے افراد سے ملاقات کے سامان اللہ تعالیٰ مہیا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ایسے حالات پیدا فرمائے کہ ان ملکوں میں بھی آسانیاں پیدا ہو جائیں اور جماعت کے لئے آسانیاں پیدا ہوں اور وہاں جانا خلیفہ وقت کے لئے بھی سہولت سے ہو۔

اس دفعہ انڈونیشیا اور ملائیشیا سے تین ہزار سے اوپر احمدی آئے ہیں۔ زیادہ تعداد انڈونیشیا کے احمدیوں کی ہے۔ اس کے علاوہ تھائی لینڈ، برما، میانمار، فلپائن وغیرہ سے احمدی بھی اور بعض غیر از جماعت بھی تشریف لائے ہیں۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ملاقات کے سامان پیدا فرما دیئے۔ اس خطے میں انڈونیشیا ایسا ملک ہے جہاں احمدیت کی وجہ سے افرادِ جماعت پر بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور بعض شہادتیں بھی ہوئی ہیں اور حکومتی اہلکاروں کی موجودگی میں سب کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ یہ نہیں کہ بند ہو گیا ہے یا ایک دفعہ ہوا۔ تقریباً سات سال پہلے میں یہاں پہلی دفعہ آیا تھا تو اس وقت بھی کچھ عرصہ پہلے احمدیوں پر انڈونیشیا میں ظلموں کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا۔ مساجد پر حملے ہوئے، توڑ پھوڑ ہوئی، جماعتی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ احمدیوں پر حملے ہوئے، جانی اور مالی نقصان ہوا۔ بہر حال اس کے بعد تو دشمنی کا یہ سلسلہ جو ہے وہ تیز سے تیز تر ہوتا گیا۔ جانی و مالی نقصان ہوتا رہا اور آپ سب جانتے ہیں کہ کس طرح ظالمانہ اور وحشیانہ طور پر پولیس کی نگرانی میں احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ ایسا ظلم تھا کہ انصاف پسند لوکل پریس نے بھی اس ظلم کی مذمت کی۔ آج کل میڈیا کی وجہ سے دنیا اتنی قریب ہو چکی ہے کہ جو ظلم ہوئے وہ فوری طور پر دنیا کے ہر کونے میں پھیل گئے۔ یعنی اس کی تفصیل دنیا کے ہر شخص تک پہنچ گئی اور دنیا کی نظر بھی اس طرف مبذول ہوئی اور اس کے لئے آوازیں بھی اٹھائی گئیں۔ بہر حال وہ سب ادارے یا لوگ جنہوں نے جماعت کے خلاف ان مظالم پر آواز اٹھائی ہم ان کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔ لیکن ہر ظلم جو جماعت پر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے لحاظ سے بعض اچھے نتائج بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ انڈونیشیا کے احمدیوں پر اس ظلم کی وجہ سے جماعت کا بہت وسیع تعارف دنیا میں ہوا۔ افریقہ کے ایک دور دراز علاقے میں جب یہ ویڈیو دکھائی گئی، جب ان تین احمدیوں کو شہید کیا گیا تو وہاں کے ایک بڑے عالم نے جب یہ ویڈیو دیکھی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایسا ظلم صرف مومنوں پر ہو سکتا ہے اس لئے آج سے مَیں احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرتا ہوں۔ اس ظلم کی وجہ سے صرف انڈونیشیا میں ہی بعض بیعتیں نہیں ہوئیں بلکہ دنیا کے بہت سارے علاقوں میں بھی بیعتیں ہوئیں۔ پاکستان کے بعد انڈونیشیا ایسا ملک ہے جہاں ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ جہاں احمدیوں پر وحشیانہ طور پر مظالم ہو رہے ہیں۔ انڈونیشیا میں تو اب کچھ حد تک کمی واقعہ ہو رہی ہے لیکن پاکستان میں مسلسل یہ ظلم جاری ہے اور یہ ظلم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہو رہے ہیں۔ اُس خدا کے نام پر یہ ظلم ہو رہے ہیں جس کی تعلیم حقوق العباد کی ادائیگی سے بھری پڑی ہے۔ اُس خدا کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں جو مسلمانوں کو رحم اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ اُس رسول کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں جو رحمۃ للعالمین ہے۔ اُس رسول کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں جس نے جنگ کی حالت میں بھی ظلم سے روکا ہے۔ جس نے کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے پر اپنے صحابی سے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور جب صحابی نے جواب دیا کہ یہ کلمہ تو اس کافر نے تلوار کے خوف سے پڑھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

تم نے اس شخص کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ خوف سے کلمہ پڑھا گیا تھا یا دل سے کلمہ پڑھا گیا تھا؟ بہرحال پاکستان میں تو ظلموں کی انتہا ہے اور کلمہ پڑھنے والوں پر ظلم کیا جا رہا ہے اور کلمہ کے نام پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ اور اُنہی کا اثر اور اُن پاکستانی مُلّاؤں کا اثر ہی انڈونیشیا کے مُلّاؤں پر بھی ہے جو یہ ظلم کرتے رہے ہیں یا کرنے کی طرف لوگوں کو ابھار رہے ہیں۔ جب بھی موقع ملتا ہے مخالفین نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جتنا مخالفت میں دشمن بڑھ رہا ہے، احمدیوں میں استقامت بھی اُس سے بڑھ کر بڑھ رہی ہے۔ ہمارے مخالفین نہیں جانتے کہ احمدیت وہ حقیقی اسلام ہے جس نے اپنی جڑیں ہمارے دلوں میں لگائی ہوئی ہیں اور کوئی مخالفت اور کوئی تیز آندھی ہمارے ایمان کی مضبوط جڑوں کو ہم سے جدا نہیں کر سکتی۔ احمدی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نظاروں کو دیکھ کر کس طرح اپنے خدا سے کئے ہوئے عہد سے منہ موڑ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق سے جڑ کر پھر کس طرح اپنے بندھن کو توڑ سکتا ہے۔ وہ بندھن جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بندھن کو مزید مضبوط کر دیا ہے، جس نے ایمان میں ترقی کے وہ راستے دکھائے ہیں جن سے غیر احمدی مسلمان نا آشنا ہیں۔

پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان مخالفتوں کی آندھیوں کے باوجود اپنے ایمان کو بڑھاتا چلا جائے۔ استقامت کے اِن نمونوں پر ہمیشہ قائم رہے۔ ایمان و اخلاص میں بڑھتا چلا جائے اور ثبات قدم کے لئے دُعا بھی کرے کیونکہ ثبات قدم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اُس کے آگے جھکنا اور اُس کی عبادت کا حق ادا کرنا بھی بہت زیادہ ضروری ہے۔ اِسی طرح اپنی عملی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا اور اپنی عملی حالتوں کو بہتر کرنا صرف اُن احمدیوں کا کام نہیں جن پر سختیاں ہو رہی ہیں بلکہ ہر احمدی کو اپنی حالتوں کے جائزے لینے چاہئیں۔ سنگاپور کے احمدی بھی اور برما کے احمدی بھی اور تھائی لینڈ کے احمدی بھی اور دنیا کے ہر ملک کے احمدی اگر اپنی ایمانی حالتوں کا جائزہ نہیں لیں گے تو اس میں ترقی نہیں کریں گے اور اگر احمدیت میں ترقی نہیں ہوگی تو احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنے ایمان و ایقان میں ترقی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

میں نے ملائیشیا کا بھی ذکر کیا تھا، وہاں بھی مخالفت ہے۔ وقتاً فوقتاً وہاں بھی ابال اُٹھتا رہتا ہے۔ لیکن انڈونیشیا والے حالات وہاں نہیں ہیں۔ سنا ہے مسلمان تنظیموں نے جگہ جگہ سائن بورڈ لگائے ہوئے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے ”قادیانی مسلمان نہیں ہیں“ یا اِس قسم کے الفاظ ہیں۔ جو یقیناً جب ایک احمدی گزرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اُس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ جگہ جگہ یہ لکھی ہوئی تحریریں احمدیوں کی دل آزاری کرتی ہیں۔ لیکن احمدی قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کی وجہ سے ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم اِن دوسروں سے زیادہ اچھے مسلمان ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ“ کہنے والے کو کافر نہ کہو کیونکہ یہ کافر کہنا تم پر اُلٹ کر پڑے گا بلکہ فرمایا کہ جو صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے وہ بھی مسلمان ہے۔ بلکہ قرآن شریف تو کہتا ہے کہ جو تمہیں جو سلام کہے اُسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ پس قرآن کریم کی تعلیم تو یہ ہے اور اِن لوگوں نے اپنا ایک علیحدہ اسلام بنا لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی اِنہوں نے اپنے مفادات اور اپنی ذاتی خواہشوں کی وجہ سے غیروں کی نظر میں ایک مذاق بنا لیا ہوا ہے۔

ملائیشیا کے صدر جماعت ملے تھے کہہ رہے تھے کہ بورڈ تو لگے ہوئے ہیں لیکن لوگوں کو اب اِن کی پرواہ نہیں رہی۔ غیر از جماعت شرفاء کو بھی اب پتہ لگ گیا ہے کہ یہ مولوی کے اپنے مفادات ہیں جن کا اِظہار ہو رہا ہے۔ اسلام کو اِس طرح یہ غیروں کی نظر میں ہنسی اور ٹھٹھے کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ یہ اسلام کو اس کی پرانی تعلیم کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں لیکن حقیقی اسلام وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکامات ہیں۔

اب کچھ عرصہ پہلے ملائیشیا میں ایک عیسائی پادری نے کہہ دیا تھا کہ عیسائی بھی اللہ تعالیٰ کا لفظ استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارا بھی اللہ ہے۔ اِس پر اُن نام نہاد علماء نے شور ڈال دیا کہ ہیں! یہ ایسی جرأت کس طرح کر لی اِنہوں نے؟ عدالت میں مقدمہ لے جایا گیا اور پھر عدالت کا یہ حال ہے کہ فیصلہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا نام صرف مسلمان استعمال کر سکتے ہیں اور کوئی کسی کو حق نہیں کہ یہ کہہ سکے کہ اللہ میرا بھی ہے۔ گویا اِن دنیاداروں نے اللہ تعالیٰ کے نام پر اللہ تعالیٰ کو بھی محدود کر دیا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر صرف اِن نام نہاد مسلمانوں کی اِجارہ داری ہے۔ جاہل مولوی تو ایسی باتیں کریں تو کریں، حیرت ہوتی ہے اُن پڑھے لکھے فیصلہ کرنے والوں پر بھی جو اِن باتوں سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ:2) کہ اللہ ہر ایک کا رب ہے، چاہے مسلم ہے یا غیر مسلم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (الرعد:27) کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے۔ کیا عیسائیوں کو یا یہودیوں کو یا کسی اور کو کوئی اَور رزق دے رہا ہے؟ اِن کے اِس فیصلے کی رُو سے اگر ایک عیسائی کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے تو یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں پہلے نبیوں کے ذریعہ سے بھی کہلواتا ہے کہ اَللّٰہَ رَبَّکُمْ وَ رَبَّ اٰبَآءِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ (الصّٰفّٰت:127) اللہ جو تمہارا رب ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کا بھی رب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر مسلمانوں کی کہاں سے اجارہ داری ہوگئی۔ پھر اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی اُن عیسائیوں کے بارے میں جن کے متعلق ملائیشیا کی عدالت فیصلہ کرتی ہے کہ اللہ کا لفظ صرف مسلمان استعمال کر سکتے ہیں کہ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ۔ (آل عمران:65) تو کہہ دے کہ اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ یعنی قدرِ مشترک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں میں قدرِ مشترک اللہ تعالیٰ ہے۔ جس طرح مسلمانوں کو اللہ کہنے کا حق ہے اِسی طرح عیسائیوں کو بھی اللہ کہنے کا حق ہے۔ اِسی طرح کسی کو بھی ”اللہ“ کہنے کا حق ہے۔ پس یہ مثالیں مَیں نے اس لئے دی ہیں کہ بعض احمدی اس بارے میں پوچھتے ہیں۔ قرآن کریم تو ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سب کا اللہ کہا ہے۔ کسی شخص کی، کسی فرقے کی، کسی مذہب کی، کسی حکومت کی، کسی عدالت کی اللہ تعالیٰ کے لفظ پر اجارہ داری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ٹریڈ مارک نہیں ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے۔

آج دنیا کو احمدی ہی بتا سکتے ہیں کہ حقیقی اسلامی تعلیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کا مقام کیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی حقیقت کیا ہے۔ غیر احمدی مسلمانوں نے تو جیسا کہ مَیں نے کہا اسلام کو غیروں کے لئے اِستہزاء کا سامان بنا دیا ہے۔ بہرحال ملائیشیا کے احمدیوں کا کام ہے کہ حکمت سے اسلام کی تعلیم اپنے ہم وطنوں کو بتاتے رہیں۔ اُن کو بتائیں کہ تم کیوں اِن نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ اِن کی جہالت کے پردوں کو دُور فرمائے۔

میں نے انڈونیشیا اور ملائیشیا کا ذکر کیا ہے۔ شاید سنگاپور کے احمدی سوچتے ہوں کہ آئے تو ہمارے ملک میں ہیں اور ذِکر دوسرے ملکوں کا ہو رہا ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ مومن ایک جسم کی طرح ہے۔ ایک کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ اس لئے اُن ملکوں میں رہنے والے احمدیوں کو جہاں اُن کو تکلیفیں دی جا رہی ہیں ہر احمدی کو دنیا کے ہر احمدی کو محسوس کرنا چاہئے۔

دوسرے سنگاپور کے احمدیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ یہاں کے حالات اچھے ہیں۔ حکومت کسی مذہب کے خلاف بولنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتی۔ لیکن اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے سے بھی نہیں روکتی۔ پس حکمت کے ساتھ اپنے تبلیغ کے میدان کو وسیع تر کرتے چلے جائیں۔ ہر طبقے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ یہاں میرے سامنے جو احمدی بیٹھے ہوئے ہیں چاہے سنگاپور کے ہوں یا کسی دوسرے ملک کے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا خراب، ہم احمدی مسلمانوں نے اسلام کا اصل چہرہ دنیا کو دکھانا ہے۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کسی پہلو کو بھی لے لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر پہلو ایک حقیقی مسلمان کے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہیں یا معاشی اور معاشرتی اور غیروں کے ساتھ معاملات ہیں یا غیر قوموں کے ساتھ یا دوسروں کے ساتھ معاملات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں۔

پس جب ہم نے غیروں کے سامنے سیرت بیان کرنی ہے تو خود بھی اِس پر عمل کرنا ہوگا۔ اپنے عملی نمونوں سے اسلام کی طرف غیروں کو کھینچنا ہوگا۔ جب رحمۃ للعالمین کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھانا ہے تو خود بھی ہر سطح پر پیار، محبت، بھائی چارے کے نمونے دکھانے ہوں گے۔ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ دنیا کو بتانا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے اس زمانے میں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے تو اس کے ساتھ جُڑے بغیر اس تعلیم کی حقیقت سمجھ نہیں آ سکتی۔ اگر زمانے کے امام کے ساتھ نہیں جڑو گے تو ایک دوسرے پر کفر کے فتوے ہی لگاتے رہو گے۔ اس کے بغیر غیر مذاہب کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے اسلام سے دُور ہی کرتے رہو گے۔

پس ہر احمدی کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکرگزار رہو کہ اُس نے ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے زمانے کے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن یہ شکرگزاری کس طرح ہوگی؟ اس شکرگزاری کے لئے ہمیں اپنی خواہشات کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی ہوگی، اپنے جذبات کی قربانی دینی ہوگی، حقیقی تعلیم کو سمجھنے کے لئے محنت کرنی ہوگی، پس اِس طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

باتیں تو بہت سی کرنے والی ہیں لیکن ابھی وقت نہیں کہ مَیں ساری باتیں اسی وقت کھول کر بیان کروں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانے میں فاصلوں کی دُوری کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جماعت اور خلافت کے تعلق کو جوڑ دیا ہے۔ اس لئے میرے خطبات اور مختلف پروگراموں کو ضرور سنا کریں۔ مَیں نے جائزہ لیا ہے بعض عہدیداران بھی خطبات کو باقاعدگی سے نہیں

سنتے۔ یہ خطبات وقت کی ضرورت کے مطابق دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو اِن سے ضرور جوڑیں تا کہ دنیا میں ہر جگہ احمدیت کی تعلیم کی جو اکائی ہے اس کا دنیا کو پتہ لگ سکے۔ آخر میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات آپ کے سامنے رکھوں گا جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی جماعت کو کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ''ضروری ہے کہ جو اِقرار کیا جاتا ہے کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اِس اِقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو اور اس کے مطابق اپنی عملی زندہ کا عمدہ نمونہ پیش کرو''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 605۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ''خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ (الاحقاف:16) میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 456۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرماتے ہیں کہ: ''چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 272۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ: ''ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے۔ ہر وقت اُسی سے مدد مانگتے رہنے چاہئے۔ اُس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 279۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں پاک تبدیلیاں ہیں؟ کس حد تک ہم اپنے بچوں کو بھی جماعت سے جوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک ہم قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں؟ ایسا عمل کہ غیر بھی ہمیں دیکھ کر برملا کہیں کہ یہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ کیا ہمارے نمونے ایسے ہیں کہ اسلام کے مخالف ہمیں دیکھ کر اسلام کی طرف مائل ہوں؟ اگر ہم یہ معیار حاصل کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ باتیں جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث بنائیں گی وہاں ہمیں تعداد میں بھی بڑھائیں گی اور جماعت کے خلاف جو مخالفتیں ہیں ایک دن ہوا میں اُڑ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اور مجھے بھی ایمان و ایقان میں ترقی دے اور ہر لمحہ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور دشمن کے ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جولائی 2013ء بروز منگل، 11:30 بجے قبل دوپہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم علی چوہدری صاحب (ابن مکرم ممتاز احمد چوہدری صاحب۔ بالہم) کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مکرم علی چوہدری صاحب (ابن مکرم ممتاز احمد چوہدری صاحب۔ بالہم) 10 جولائی 2013ء کو 27 سال کی عمر میں ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کنگسٹن یونیورسٹی میں مکینیکل انجنیئر نگ کے طالب علم تھے۔ حادثہ کے روز ہنسلو میں واقع اپنے فلیٹ میں سو رہے تھے کہ رات کے وقت فلیٹ میں آگ لگ جانے سے اندر ہی جل گئے۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری عنائت علی صاحبؓ، پڑ دادا حضرت میر منشی حاکم علی صاحبؓ اور پڑ نانا حضرت ملک احمد خانؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تھے۔ مرحوم نماز روزہ کے پابند، اپنوں اور غیروں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے، نیک، صالح اور مخلص نوجوان تھے۔ آپ بہت اچھے سپورٹس مین بھی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بہنیں اور چار بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ بعض مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) مکرم ملک کرم دین بشیر صاحب (شمس آباد قصور) یکم جولائی 2013 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے لمبا عرصہ صدر جماعت اور سیکرٹری مال شمس آباد ضلع قصور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ ضلع پشاور کے والد تھے۔

(2) مکرم ٹھیکیدار فضل دین صاحب (ربوہ) 24 جون 2013ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تعمیرات کے پیشہ سے منسلک تھے۔ نہایت نرم مزاج، کم گو، مالی قربانی میں پیش پیش، صابر، متوکل اور نیک انسان تھے۔ درثمین اور کلام محمود کی اکثر نظمیں یاد تھیں۔ آپ کچھ عرصہ فرقان فورس میں رہے اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کے عملۂ حفاظت میں خدمت بجالانے کی سعادت ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم مدثر احمد مشرف صاحب ناظم تشخیص جائیداد ربوہ کے والد تھے۔

(3) مکرم محمد رفیق صاحب (ربوہ) 24 جون 2013ء کو 85 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 15 سال سندھ میں حضرت مصلح موعودؓ کی زمینوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ چھ سال قائد ضلع تھرپارکر (کنری) اور قاضی کی حیثیت سے بھی خدمت بجا لانے کی سعادت ملی۔ خلافت سے عشق اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم کلیم احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ (نظارت اشاعت ربوہ) کے والد تھے۔

(4) مکرمہ امۃ الشافی محمود صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود نصر اللہ خان صاحب مرحوم۔ لاہور) 28 جون 2013ء کو طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والی، جماعتی خدمت میں پیش پیش، صابرہ و شاکرہ نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(5) مکرمہ خالدہ سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم منور احمد عباسی صاحب۔ ربوہ) 6 جولائی 2013ء کو ڈیڑھ سال کی علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت مہمان نواز، خدمت گزار، سلیقہ شعار اور بہت سی خوبیوں کی مالک، مخلص، باوفا اور نیک خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ شادی سے قبل لمبا عرصہ اپنے محلّہ میں سیکرٹری ناصرات اور پھر شادی کے بعد لاہور کے حلقہ جوہر ٹاؤن میں سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اپنے بچوں کی بھی اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب (مؤرخ احمدیت) کی بیٹی تھیں۔

(6) مکرمہ طاہرہ نسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب صدیقی۔ ربوہ) 6 جولائی 2013ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بے حد سادہ، ملنسار، با اخلاق، غریب پرور، مہمان نواز، صابرہ و شاکرہ، نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرمہ امۃ الحفیظ کوکب صاحبہ (اہلیہ مختار احمد صاحب گجر مرحوم۔ ربوہ) 3 جولائی 2013ء کو طویل علالت کے بعد 61 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت فضل کریم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ نہایت صابرہ و شاکرہ، ملنسار، مہمان نواز، نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

(8) مکرمہ منصورہ یحییٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم پروفیسر سید محمد یحییٰ صاحب۔ فیصل آباد) 18 جون 2013ء کو لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت شفیق، صابرہ و شاکرہ اور حوصلہ مند نیک خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اماء اللہ فیصل آباد شہر و ضلع خدمت کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے عشق، اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم عبد الماجد خان صاحب (ابن مکرم عبد القادر خان صاحب۔ حلقہ راج گڑھ، لاہور) 10 مئی 2013ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری عبد الحی خان صاحبؓ کاٹھگڑھی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت چوہدری عبد اللہ صاحبؓ کے نواسے تھے۔ نہایت ملنسار، کم گو، نمازوں کے پابند، نیک اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ اپنی جماعت حلقہ راج گڑھ لاہور میں زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم عبد المغنی زاہد مربی سلسلہ لاہور کے برادر نسبتی تھے۔

(10) مکرم شیخ محمد صادق صاحب۔ (علی پور ضلع مظفر گڑھ) 14 جولائی 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجاب کے محکمہ انہار و تعمیرات میں کام کرتے تھے اور بہت اچھی شہرت کے مالک تھے۔ نہایت منکسر المزاج، غریب پرور اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹیاں اور اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم منور اللہ قمر صاحب (راجن پور) 5 جون 2013ء کو مختصر علالت کے بعد 39 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت ہمدرد، مہمان نواز، صلہ رحمی کرنے والے، نیک اور فعال انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے اور کئی سعید روحوں کو احمدیت میں شامل کرنے کی توفیق پائی۔ جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ 6 بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ البانیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

(12) مکرمہ امۃ الرشید بشریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم ظفر احمد خان صاحب مرحوم۔ راولپنڈی) یکم جولائی 2013ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم ملک عبد الرحیم صاحب مرحوم (اوورسیئر انہار نوشہرہ ککے زئیاں) کی بیٹی تھیں۔ نہایت دعا گو، عبادت گزار، تہجد کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، نیک، باوقار اور غیور احمدی خاتون تھیں۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ بچوں کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ خلافت اور نظام جماعت سے وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ ایم ٹی اے پر باقاعدگی سے خطبہ جمعہ اور حضور انور کے خطابات سنا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ زیمبیا کے زیر اہتمام

تراجمِ قرآن کریم اور دیگر جماعتی کتب کی نمائش اور بُک سٹال کا انعقاد

رپورٹ: محمد جاوید مبلغ سلسلہ زیمبیا

زیمبیا کے ایگریکلچر اور کمرشل شو کے موقعہ پر جماعت احمدیہ زیمبیا کے زیر اہتمام یکم اگست 2013ء کو تراجم قرآن کریم اور دیگر جماعتی کتب کی کامیاب نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ ہمارا سٹینڈ مین گیٹ کے بالکل قریب ہونے اور دونوں اطراف گزرگاہ ہونے کی بنا پر ہر دو سمتوں سے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا۔ نمائش سے قبل وسیع پیمانہ پر مختلف موضوعات پر انگریزی زبان میں پمفلٹس تیار کئے گئے جو اس موقع پر مفت تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان میں جماعتی تعارف پر مبنی ایک ہزار سے زائد DVDs اور عربی زبان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر وڈیو پروگرام بھی رکھے گئے۔

نمائش پر آنے والے افراد نے جماعتی موٹو Love for All Hatred for None کو بے حد سراہا۔ بعض افراد نے خصوصاً اس موٹو کی تصاویر اپنے موبائلز اور کیمروں کے ذریعہ اتاریں۔

اس نمائش میں تراجم قرآن کریم اور دیگر جماعتی کتب کے ساتھ بائبل کے بھی مختلف نسخے بائبل کی اصل تعلیمات دکھانے اور بعض مقامات پر اختلافات دکھانے کی غرض سے رکھے گئے تھے۔ بائبل کے مختلف نسخے اس سٹینڈ پر دیکھ کر کافی عیسائی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور یوں قرآن کریم کی حقّانیت اور صداقت کے دلائل پیش کرنے کی توفیق ملی۔ بعض عیسائیوں نے یہاں تک کہا کہ آپ لوگ صحیح تعلیمات پھیلا رہے ہیں۔ آپ قرآن اور بائبل دونوں کا مطالعہ کر کے بہترین چیز کا انتخاب کرتے ہیں جبکہ ہم عیسائی لوگوں نے پہلی دفعہ زندگی میں قرآن کریم دیکھا ہے۔ ہم بغیر علم اور دلیل کے قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہمارے کسی عیسائی سٹینڈ پر قرآن کریم کی کوئی کاپی نہیں رکھی جاتی۔ جماعت کا بائبل کی کاپیاں رکھنا اس بات کی غمّازی کرتا ہے کہ آپ لوگ مذاہب کے درمیان آگہی اور ہم آہنگی پیدا کر رہے ہیں۔ پہلے ہم نے کبھی قرآن کریم خریدنے کا سوچا تک نہ تھا، اب ہم قرآن کریم خرید کر لے جائیں گے کیونکہ آپ لوگ ہماری مقدّس کتب کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور اسے پڑھتے بھی ہیں۔ ہمیں بھی قرآن کریم کی عزت و تکریم کرنی چاہئے اور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اس نمائش کے موقعہ پر ایک زیمبین صحافی بھی تشریف لائے اور آتے ساتھ ہی اسلام کو اعتراضات کا نشانہ بنانے لگے اور اپنی ہر بات میں اسلام کو دنیا میں پھیلی ہوئی دہشتگردی کا محرّک قرار دینے لگے۔ جب انہیں اسلام کی امن پسند تعلیم اور امن پسند جماعت کا تعارف کروایا گیا تو وہ بے حد دلچسپی ظاہر کرنے لگے۔ اور وہی صحافی جو قرآن کریم اور اسلام پر کھلے عام بلند آواز سے تنقید کر رہے تھے اب وہی اسلام کی تعلیمات کی تعریف کرنے لگے۔ اس پر انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نئی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace تحفۃً پیش کی گئی۔ اس کتاب کے چند صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ دوسرے روز صبح ہمارے سٹال پر آئے اور بار بار یہ الفاظ دہرائے کہ ہمیں احمدیہ اسلام چاہئے جو ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کا علمبردار ہے۔ ہمیں اسلام کی اصل تعلیمات صرف احمدیت میں مل سکتی ہیں۔

جماعتی کتب کی نمائش کو 15 ہزار سے زائد افراد نے دیکھا اور 900 سے زائد لوگ ہمارے سٹینڈ پر آکر سوالات کرتے رہے جنہیں سوالات کے جواب دینے کے علاوہ پمفلٹس اور DVDs بھی دی گئیں۔

....

ماہ اگست میں ہی جماعت احمدیہ زیمبیا کو دو دن کے لئے زیمبیا کے کالج Nipa National Institute of Public Administration میں بھی تراجمِ قرآن کریم و دیگر جماعتی کتب کا سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ زیمبیا میں جماعت کی طرف سے پہلی دفعہ کسی کالج میں جماعتی کتب کا سٹال لگایا گیا تھا۔ کالج انتظامیہ نے اس سٹال کو طلباء، پروفیسرز اور عام لوگوں کو مذہبی تعلیم سے روشناس کروانے کا بہترین قدم قرار دیا۔

اس موقعہ پر اس تقریب کے انچارج اپنے عملے سمیت ہمارے سٹینڈ پر آئے اور مختلف سوالات کئے جن کے تسلّی بخش جوابات دیئے گئے۔ جس کے بعد انہوں نے کہا کہ جماعت اگر اُن کے پروگرام کا مستقل حصہ بن جائے تو انہیں بے حد خوشی ہوگی اور اس عیسائی ملک میں اسلام کی حقیقی تعلیمات سمجھنے میں مدد ملے گی۔

ایک ہزار سے زائد طلباء، پروفیسرز اور دیگر افراد نے ہمارے سٹال کو دیکھا اور ان دو دنوں میں چار سو سے زائد افراد نے ہمارے سٹال سے مختلف جماعتی کتب، لٹریچر اور DVDs خریدیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نمائشوں کے نیک اثرات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر فرماتا چلا جائے اور اپنے فضل سے لوگوں کو قبول حق کی توفیق بخشے۔

بقیہ: رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین از صفحہ 4

نہیں ایمان پر ہے جو فضل کو جذب کرتا ہے۔ عمل اس کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور نہایت ضروری۔ لیکن پھر بھی وہ تکمیل کا ذریعہ ہے اور ذریعہ کی کمی سے چیز کا فقدان نہیں ہوتا۔ بیج سے درخت پیدا ہوتا ہے لیکن پانی سے وہ بڑھتا ہے۔ ایمان بیج ہے اور عمل پانی جو اُسے اُوپر اٹھاتا ہے۔ خالی پانی سے درخت نہیں اُگ سکتا۔ لیکن بیج ناقص نہ ہو اور پانی میں کسی قدر کمی ہو جائے تب بھی درخت اُگ آتا ہے۔ کسان ہمیشہ پانی دینے میں غلطیاں کر دیتے ہیں لیکن اس سے کھیت مارے نہیں جاتے جب تک بہت زیادہ غلطی نہ ہو جائے۔ انسانی عمل ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی کمی اس میں نقص پیدا کرتی ہے۔ لیکن اس کی ایسی کمی جو شرارت اور بغاوت کا رنگ نہ رکھتی ہو اور حد سے بڑھنے والی نہ ہو ایمان کی کھیتی کو تباہ نہیں کر سکتی۔ اور شرارت و بغاوت بھی ہو تو خدا تعالیٰ کا عدل توبہ کے راستہ میں روک نہیں۔ عدل اِس کو نہیں کہتے کہ ضرور سزا دی جائے، بلکہ اِس کو کہتے ہیں کہ بے گناہ کو سزا نہ دی جائے۔ پس گناہ گار کو رحم کر کے بخشنا اللہ تعالیٰ کی صفتِ عدل کے مخالف نہیں عین مطابق ہے۔ اگر عدل کے معنی یہ ہوں کہ ہر عمل کی عمل کے برابر جزا ملے تو بخشش اور نجات کے معنی ہی کیا ہوئے؟ اس طرح تو نہ صرف گناہ کا بخشنا عدل کے خلاف ہوگا بلکہ عمل سے زیادہ جزا دینا بھی عدل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ عدل کے معنی برابر کے ہیں۔ اور اگر یہ صحیح ہو تو کسی شخص کو اس کی عمر کے برابر ایام کے لئے ہی نجات دی جاسکتی ہے اور وہ بھی اس کے اعمال کے وزن کے برابر۔ مگر اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ پھر نہ معلوم خدا تعالیٰ کی رحمت کو اس مسئلہ سے کیوں محدود کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا خدا مالک ہے اور مالک کے لئے انعام اور بخشش میں کوئی حد بندی نہیں۔ وہ بیشک وزن کرتا ہے لیکن اس کا وزن اس لئے ہوتا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے کم نہ ملے، نہ اس لئے کہ اس کے حق سے زیادہ نہ ملے۔ مسیحؑ بیشک بیگناہ انسان اور خدا کا رسول تھا لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ وہ دوسروں کا بوجھ اُٹھا لے گا۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی صلیب خود ہی اٹھانی ہوگی اور جو خود اپنی صلیب نہ اٹھا سکے گا وہ نجات بھی نہ پا سکے گا۔ سوائے اِس کے کہ خدا کے فضل کے ماتحت اس کی بخشش ہو اور خدا تعالیٰ خود کسی کا بوجھ اُٹھا لے۔ پس یہ مت کہو کہ انسان فطرتاً ناپاک ہے۔ ہاں وہ جو خدا کی دی ہوئی خلعت کو خراب کر دے وہ ناپاک ہے ورنہ خدا کے بندے اس کے قُرب کے مستحق ہیں اور قُرب پا کر رہیں گے۔

مَیں نے دیکھا اِس آواز کا بلند ہونا تھا کہ دلوں کی کھڑکیاں کُھل گئیں۔ خالق اور مخلوق کے تعلقات روشن ہو گئے اور مایوسیاں امید سے بدل گئیں۔ لیکن ساتھ ہی خشیتِ الٰہی امید کے ہم پہلو آکر بیٹھ گئی اور ہر غلط اتّکال اور نامناسب استغناء کا دروازہ بند ہو گیا۔ جو ہمت ہار بیٹھے تھے وہ ازسرِ نو شیطان سے آزادی کی جدوجہد میں لگ گئے۔ اور جو حد سے زیادہ امید لگائے بیٹھے تھے اور دوسروں پر اپنا بوجھ لادنے کی فکر میں تھے انہوں نے دوڑ کر اپنے بوجھ اپنے کاندھوں پر رکھ لئے۔ دنیا کی بے چینی دُور ہو گئی اور اطمینان دلوں میں خیمہ زن ہو گیا اور اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھا کہ انسانیت خوشی سے اُچھل رہی تھی۔ میرے دل سے پھر ایک آہ نکلی۔ ویسی ہی جیسے ایک معشوق سے دُور پڑے ہوئے عاشق کے سینے سے نکلتی ہے۔ میں نے دُور اُفق میں بُعدِ زمانی کی غیر متناہی روکوں کو دیکھا اور حسرت سے سر نیچے ڈال دیا۔ پھر جذبات سے بھرے ہوئے دل سے میری زبان سے نکلا۔ یہ آواز انسانیت کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ سنگاپور از صفحہ 16

تاہم اسلام یہ نصیحت کرتا ہے کہ بہترین ماحول یعنی امن اور ہم آہنگی کا ماحول، صرف اس صورت قائم ہوسکتا ہے کہ جب دونوں فریق باہم مل کر وسیع تر مفاد کی خاطر کام کریں۔ غریب کو لازماً اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہئے اور مزید محنت کرنی چاہئے تاکہ وہ اپنے وسائل اور دولت سے فائدہ حاصل کر سکے اور دوسری طرف امیر کو اپنے بھائی بہنوں کی مدد کرنے کے لئے حقیقی قربانی کے جذبہ کا بخوشی اظہار کرنا چاہئے۔ انہیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ ان کی دولت اور وسائل سب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا یہ وسائل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے استعمال کئے جانے چاہئیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے بہترین اصول آج کی مسلم دنیا میں، جنہیں یہ تعلیمات دی گئی تھیں، اپنائے نہیں جا رہے اور نہ ہی ان پر غیر مسلم دنیا میں عمل ہو رہا ہے، جو کہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بانگِ دہل دعوے کرتے ہیں۔ یقیناً ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہزاروں لاکھوں افراد ایسے ہیں جو بھوک اور غربت کا شکار ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت وسیع مضمون ہے اور میں نے اس وسیع مضمون کے صرف ایک حصہ کے ایک چھوٹے سے پہلو کو بیان کیا ہے۔ یقیناً یہ چیز دنیا کی ضرورت بن گئی ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔ اب دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہو گئے تو وہ بے چینی جو پہلے ہی جنم لے چکی ہے وہ انتہائی خطرناک اور تباہ کن نتائج پر منتج ہوگی۔ تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی دونوں عالمی جنگوں کا بہت بڑا باعث معاشی صورتِ حال ہی تھی، جس سے یہ علاقہ بھی متاثر ہوا تھا جہاں آپ رہ رہے ہیں۔ اگر ایسے حالات پھر سے غالب آجائیں تو یہ کہنا انتہائی مشکل ہے کہ پھر کون محفوظ اور کون غیر محفوظ ہوگا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم امید کرتے ہیں کہ دنیا ہر قسم کی تباہی اور خطرہ سے محفوظ ہو جائے اور اس کے لئے کوشش کرتے ہوئے ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اور ہر ایک کو حقائق سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آنے والی نسلیں ہمیں مجرم سمجھیں اور حقارت کی نظر سے دیکھیں۔

اختتام سے قبل میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس پروگرام میں شامل ہونے کے لئے کوشش کی اور وقت نکالا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر 47 منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو ملنے کا موقع عطا فرمایا۔ حضور انور سٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور جملہ مہمانوں نے ایک قطار کی صورت میں حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ساتھ ساتھ مہمانوں سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ مہمانوں نے تصاویر بھی بنوائیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور ازصفحہ 2

پس آپ میں سے بھی وہ جو ایسے لوگوں سے متاثر ہوتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی زینت کی حفاظت کی فکر نہیں یاد رکھیں کہ ایسے لوگوں سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی کے انجام کا فیصلہ کسی دنیادار نے نہیں کرنا بلکہ خدا تعالیٰ نے کرنا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انجام بخیر کے لئے میری ہدایات پر چلو، میری باتوں پر عمل کرو۔ میری ہدایت کے مطابق زینت کا اظہار اور اس کو چھپانا جنت میں لے جانے والا بنائے گا اور میری ہدایت کے خلاف زینت کا اظہار عذاب کا مورد بنائے گا۔

پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے باہم ایک دوسرے پر فخر، چاہے وہ دماغی صلاحیتوں اور تعلیمی قابلیتوں پر ہو، چاہے اپنی خوبصورتی اور زینتوں کی وجہ سے ہو، چاہے وہ اولاد اور مال کے ذریعہ سے ہو، چاہے جسمانی طاقت کے لحاظ سے ہو، ہر ایک فخر کو ناپسند فرمایا ہے اور ایسے فخر پر بُرے انجام سے ڈرایا ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی خاطر فخر ہو تو یہ فخر جنّت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر آپ دنیادار کے سامنے یہ کہتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہوں اور دنیا کی باتیں اور ہنسی ٹھٹھا مجھ پر کوئی اثر نہیں کرتے اور مجھے اس بات پر فخر ہے تو یہ فخر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حامل بنانے والا ہے۔ کیونکہ یہ فخر تکبر پیدا نہیں کرتا بلکہ عاجزی پیدا کرتا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جانے والا فعل کسی ایسے انجام کی طرف لے جانے والا ہو جس سے تباہی مقدر ہو۔

پس یہ وہ مقام ہے جو ہر احمدی عورت اور مرد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ زینت کے اظہار اور پردوں کے چھڑوانے میں مَردوں کا بھی ہاتھ ہے۔ جب وہ اپنی بیویوں کو معاشرے سے متاثر ہو کر برقعہ اور نقاب اتارنے کا کہتے ہیں۔ یہاں جرمنی میں بھی ہیں اَور بعض دوسرے بہت سے ملکوں میں بھی ہیں۔ لیکن بعض ملکوں میں عورتیں مَردوں کی یہ شکایت مجھ تک پہنچا بھی دیتی ہیں کہ اس طرح ہمارے مرد ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ پس ایسے مَردوں کو بھی اپنی حالتوں کو بدلنے کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بھی ایسے مَردوں کی باتیں ماننے سے انکار کر دینا چاہئے جو شریعت میں دخل اندازی کے موجب بنتے ہیں۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ مال میں آگے بڑھنے کی دوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے یہ چیز ناپسند ہے اور دنیا کے دھوکوں میں سے ایک دھوکا ہے۔ ایک عارضی بڑائی کا اظہار ہے اور انجامکار اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنا دیتا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مال اگر ایسی ہی بری چیز ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کس طرح ہو۔ اس بارہ میں پہلے ہی کچھ کہہ آیا ہوں۔ بہت ساری نعمتیں مال سے وابستہ ہیں تو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مال کمانے سے منع نہیں فرمایا۔ بعض صحابہ کروڑوں کے مالک تھے۔ بڑی بڑی وادیاں ان کے جانوروں اور ریوڑوں سے بھری ہوئی تھیں۔ بے شمار، ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بکریاں بھیڑیں اور دوسرے جانور تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کو ان کے مال بڑھنے کی ایسی دعا بھی دی کہ وہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد مَیں مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا تھا تو وہ سونا بن جاتی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ واقعۃً مٹی سونا بن جاتی تھی بلکہ اس دعا سے ہر کاروبار میں ایسی برکت پڑتی تھی کہ مال بے انتہا بڑھ جاتا تھا۔ لیکن اس مال کو انہوں نے دنیا کے عارضی فائدہ کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان کا ذریعہ بنایا ہے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتیں اور مرد ہیں جو اپنے مال میں برکت اور بڑھنے کی دعا کرواتے ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ مال کا بڑھنا ان کی کسی دنیاوی بڑائی کا موجب ہو بلکہ اس لئے کہ وہ جہاں اس مال سے جماعت کے لئے خرچ کریں، اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیوں میں خرچ کریں، مساجد بنانے میں خرچ کریں، خدمت خلق کے لئے خرچ کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ یہ ہوتی ہے ان کی نیت۔ یعنی اپنا مال بنانے کی دوڑ دنیا دکھاوے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے احمدی ہیں، ایسی عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے ہزاروں لاکھوں کے زیور دے جاتی ہیں۔ ایسے مرد بھی ہیں جو لاکھوں یورو اور لاکھوں ڈالر خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیتے ہیں۔ یہاں جرمنی میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کی خواہش ہے کہ وہ اکیلے یا ان کے خاندان بھی مسجدیں بنائیں یا اپنے علاقے میں مسجد بنائیں اور اس کے لئے انہوں نے لاکھوں یورو بھی دے دیئے۔ بظاہر ان کی حالت ایسی نہیں لگتی کہ اتنی بڑی رقم وہ دے سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن بعض مالی لحاظ سے بہت کشائش رکھنے کے باوجود چندے کے معاملے میں کنجوس بھی ہوتے ہیں۔ ان کی مال حاصل کرنے کی دوڑ خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دنیا کے لئے ہوتی ہے۔

پھر اولاد ہے، یہ ایک نعمت ہے۔ اولاد سے محروم لوگ اس کے لئے دعائیں بھی کرواتے ہیں اور خود بھی دعائیں کرتے ہیں، علاج بھی کرواتے ہیں اور اس علاج کے لئے کسی خرچ کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن جب اولاد خدا کے مقابلے پر اور دین کے مقابلے پر کھڑی ہو جائے تو یہ اولاد نعمت کی بجائے تکلیف کا باعث بن جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے بچے کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد میں بھی نیک صالح اولاد کی ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔ یہ احمدی عورتوں پر، احمدی ماں باپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایک نظام کے تحت ان کو اپنی اولادیں دین کی خدمت کے لئے پیش کرنے کا موقع میسر ہے۔ جنہوں نے پیش کر دیئے ان کو اب مَیں کہتا ہوں کہ ان کی تربیت کریں۔ جن ماؤں نے بڑی قربانی کر کے اپنے بچوں کو دین کی خاطر پیش کر کے وقفِ نَو میں شامل کیا ہے ان کی تربیت کرنا بھی ان کا کام ہے اور وہ تربیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ماں باپ کے اپنے پاک نمونے قائم نہیں ہوں گے۔ جن کو اللہ تعالیٰ آئندہ اولاد دے اور اولاد سے نوازے وہ بھی دعا کریں اور کوشش بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعنی ان کی اولاد کو دین سے وابستہ رکھے اور دین کا خادم بنائے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی اولاد ہو۔ وہ ماں باپ کے لئے ان کی زندگی میں بھی اور ان کے مرنے کے بعد بھی دعا کرنے والی ہو۔ پس جب ایسی اولاد ہو تو ایسی اولاد ماں باپ کی مغفرت اور رضوان کا باعث بن جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دنیا کے ظاہری سامان، یہ دنیا کی زینتیں، یہ دنیا کی عزتیں، یہ اموال جو تم دنیا میں حاصل کرتے ہو، تمہاری اولاد جو تمہارے نفوس میں اضافے کا باعث بنتے ہیں یہ سب دو پہلو رکھتے ہیں۔ اگر دنیاوی مقصد ہو اور خدا تعالیٰ بھول جائے تو اس فصل کی طرح ہے جو تھوڑے عرصے کے لئے دل کو خوش کرتی ہے اور انجام کار چورا چورا ہو کر ہوا میں اُڑ جاتی ہے اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا اور انسان اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنتا ہے۔ لیکن اگر اپنے رب کی مغفرت کے حصول کے لئے انہیں استعمال کرو اور سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الحدید:22) یعنی اپنے رب کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ پس اگر ان سب دنیاوی سامانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنائیں تو پھر یہ دنیاوی دوڑ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے حصول کی دوڑ بن جاتی ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی وسعتوں تک پھیلے ہوئے فضلوں سے نوازتا ہے۔ یعنی لامتناہی فضلوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے انعامات سے اگلے جہان میں بھی نوازتا ہے جس کا احاطہ انسان کر ہی نہیں سکتا۔ اور صرف اگلے جہان کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضوان چاہنے والوں کے لئے یہ دنیا بھی جنت بن جاتی ہے اور اگلا جہان بھی جنت بن جاتا ہے۔ اگلے جہان میں بھی جنّت ملتی ہے۔ فرمایا: جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الحدید: 22) یعنی ایسی جنت جو زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ دنیا بھی جنت بن جاتی ہے اور اخروی زندگی بھی جنت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) اور جو اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ دنیاوی بھی اور اخروی بھی۔ پس جب یہ سب کچھ جن کا ذکر ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان کے لئے ہوگا تو یہ دنیا بھی جنت بن جائے گی اور بعد کی زندگی میں بھی جنت کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ پورا ہوگا۔ انشاء اللہ۔ پس ہمیں اس جنت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو جو نصائح فرمائی ہیں۔ اس میں سے چند فقرے پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو...... کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تقویٰ وہ بنیادی چیز ہے جو اگر پیدا ہو جائے تو دنیا کی لہو و لہب سے بھی انسان بچ سکتا ہے۔ دنیا اور دنیا کی زینتوں سے بھی انسان بچ سکتا ہے۔ ہر قسم کے فخر سے بھی انسان بچ سکتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے۔ ایک مومنہ کی حیا کی بھی پاسداری ہوتی ہے۔ اپنی عزت کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ عبادات کے جو فرائض خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگائے ہیں ان کی بھی ادائیگی ہوتی ہے اور مال کا خرچ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ اگر یہ چیزیں ہم اپنا لیں، اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو ہم حقیقی احمدی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر نہیں تو ہمارے دعوے کھوکھلے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی صرف کھوکھلے دعوے کرنے والا ہو۔

پس اے احمدی عورتو اور بچیو! اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اپنے آپ کو تقویٰ پر قائم رکھنے کا عہد کرنے والیو! اپنے آپ کو دنیا کی لہو و لہب سے دور رکھنے کا اعلان کرنے والیو! اپنی زینت کی قرآن حکیم کے حکم کے مطابق حفاظت کا اعلان کرنے والیو! اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والیو! اپنے مالوں کو دنیا کی لذات کے بجائے دین کے پھیلانے پر خرچ کرنے کا عہد کرنے والیو! اپنی اولادوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عہد کرنے والیو! اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کس حد تک آپ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچتے ہوئے اپنی زندگی گزار رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے آپ کو اس کی مغفرت اور رضوان کی چادر میں لپیٹ رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے آپ کو دنیا داری کے دھوکے سے بچا رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے عَہدوں کو نبھا رہی ہیں۔ کس حد تک آپ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کی وسعتوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور ایک حقیقی مومنہ بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران بن کر اپنی اولاد کو لہو و لعب کے خطرناک حملوں سے بچانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کس حد تک اپنے خاوندوں کی دینی غیرت کے ابھارنے میں کوشش کر رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے ہمیشہ اس کے فضل کی وارث بنتی چلی جائیں۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت اور مرد اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی مغفرت اور اس کی رضوان کے حصول کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنے والا ہو۔

اب ہم دعا کریں گے۔ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: رپورٹ دورہ سنگاپور از صفحہ 20

……ایک مہمان کے اس سوال پر کہ ختم نبوّت کا عقیدہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ مسلمان پڑھے لکھے نہیں ہیں وہ اس مسئلہ سے الجھ جاتے ہیں تو پھر اس کو کیوں اٹھایا جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: ہم کب کہتے ہیں کہ اس کو اٹھایا جائے۔ ہم تو نہیں اٹھاتے۔ جب لوگ علماء کے پاس جاتے ہیں اور وہ اس سوال کو اٹھاتے ہیں تو پھر ہم جواب دیتے ہیں۔ جب کوئی پوچھے، سوال کرے تو پھر اُسے جواب دے کر سمجھانا پڑتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم تو صاف اور سیدھی بات کہتے ہیں کہ آپ مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدیؑ کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق آچکے ہیں اور امام مہدیؑ کے مبعوث ہونے کے ساتھ جو نشانات وابستہ تھے وہ پورے ہو چکے ہیں۔ اس لئے امام مہدیؑ کو مان لو اور بیعت کرلو۔ ڈاکٹر علیم صاحب فلپائن سے اس وفد کے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور نے ڈاکٹر علیم صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ان مہمانوں کو کتاب ''دعوۃ الامیر'' بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم تو یہ بھی نہیں کہتے کہ مسلمان Convert ہو کر احمدی ہوتے ہیں۔ یہ تو انگریزی زبان کی مجبوری ہے۔ ہم ہر اُس شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرکے آپ کی جماعت میں داخل ہو جاؤ جو کہ اس زمانہ میں ایک نظم وضبط کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام کر رہی ہے اور اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔

……ایشین اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر صاحب کو حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ایشین اسلام کوئی علیحدہ اسلام تو نہیں ہے۔ اسلام تو ایک ہی ہے، ایک ہی خدا ہے اور ایک ہی نبی ہے اور ایک ہی کتاب قرآن کریم ہے۔ لوگوں نے اس کے علیحدہ علیحدہ گروپس اور ورشن بنائے ہوئے ہیں اور پھر آگے فرقے بن گئے ہیں۔

……ایک دوست نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے آپس میں اختلافات کو کس طرح امن میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

حضور انور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی ایک ہی صورت ہے واپس اصل اسلام کی طرف آئیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات کی طرف لوٹیں، خدا تعالیٰ کی طرف آئیں۔ دین کی صحیح روح کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو دُور کرنے کا علاج قرآن کریم اور احادیث میں تلاش کرنا چاہئے کہ یہ اختلافات کس طرح ختم ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی یہ بتا دیا تھا کہ مسلمانوں کی یہ حالت ہوگی۔ ایک زمانہ آئے گا کہ یہ 72 فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک دوسرے کے خلاف ہوں گے۔ ان کی مساجد آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی اور ان میں سے فتنے اٹھیں گے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ آنے والا مسیحؑ اور مہدیؑ حکم وعدل بن کر آئے گا اور وہ اِن سب اختلافات کو ختم کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا تو آج ان سب اختلافات کو ختم کرنے کا آسان حل یہی ہے کہ اس مسیح ومہدیؑ کو قبول کریں جس کی آمد کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اگر مسلمان اس کو سمجھ لیں تو یہ سب اختلافات کو ختم کرنے کا آسان حل ہے۔ اگر نہیں تو پھر ان کے لئے مشکل ہوگی اور یہ مزید اختلافات اور مشکلات کا شکار ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اصل مسئلہ جو ہے جس کی وجہ سے مسلمان ہماری بات نہیں مانتے وہ ختم نبوت کا مسئلہ ہی ہے۔ ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی مانتے ہیں۔ آپ کو خاتم النبیینؐ مانتے ہیں۔ دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے دوبارہ آنا ہے اور چونکہ وہ پرانے نبی ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کے آنے سے آپؐ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق نہیں پڑے گا۔ جبکہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور درست نہیں سمجھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ موسوی شریعت والا نبی مسلمان امّت میں کس طرح آسکتا ہے۔ اگر پرانا آتا ہے تو وہ نبوّت کی مہر کو توڑتا ہے۔ جبکہ نیا آنے والا غیر تشریعی نبی ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے اور وہ آپؐ کی نبوت کی مہر کو نہیں توڑتا۔ پس جو بات ہم پیش کرتے ہیں اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند ہوتی ہے اور اسلام کو عزت ملتی ہے اور اسی سے اسلام کے غلبہ کے سامان ہونے ہیں۔

……ایک دوست نے سوال کیا کہ کس طرح جماعت احمدیہ میں شامل ہوا جاتا ہے۔ کیا طریق ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم ہے لَاۤ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کہ دین میں، مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہر انسان کوئی بھی مذہب اختیار کرنے میں آزاد ہے۔ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے لئے دس شرائط بیعت ہیں جو تمام اسلام کی تعلیمات پر مشتمل ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔

فلپائن سے آنے والے اِن غیر از جماعت مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات قریباً 45 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سبھی احباب کو ''اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ'' کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں اور شرف مصافحہ کے ساتھ ساتھ شرف معانقہ سے بھی نوازا۔ سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

مہمانوں کے تأثرات

ملاقات کے اس پروگرام کے بعد غیر سرکاری تنظیموں کی آرگنائزیشن کے چیئرمین Gumaile Alim صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ المسیح نے اتنی زیادہ مصروفیت کے باوجود ہمیں بہت زیادہ وقت دیا ہے اور ہمارے سوالوں کے تفصیل سے جواب دیئے ہیں۔ حضور کی ہر بات نے ہمارے دل پر اثر کیا ہے۔ انسان حضور سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ ہمارا دل چاہتا تھا کہ ہم اَور بیٹھیں اور حضور کی باتیں سنیں، اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ عیسائیوں میں ہم یہ ذکر سنتے ہیں کہ مسیحؑ چل کر ان کے پاس آیا ہے۔ آج ہم اسی طرح محسوس کر رہے تھے کہ جیسے حضور چل کر ہمارے اندر آگئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ہیں۔

……ایشین اور اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر صاحب نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم سب سے پہلے جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور احسان مند ہیں کہ ہم یہاں آئے اور ہمیں حضور انور سے ملاقات کا موقع عطا ہوا۔ حضور نے انتہائی تحمّل اور توجہ سے ہمارے سوال سنے اور پھر ہر سوال کا تفصیل سے جواب دیا۔ حضور انور نے جو باتیں کیں وہ یہ تھیں کہ ہم کس طرح مسلمانوں کو اکٹھا کر سکتے ہیں۔ حضور نے جو فرمایا بالکل درست اور صحیح فرمایا کہ صرف یہی طریق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم کی طرف واپس چلے جائیں۔ موصوف نے کہا حضور ایک روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کی شخصیت نے ہم پر گہرا اثر ڈالا ہے، انسان حضور سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

……UNO میں شعبہ تعلیم کے تحت کام کرنے والے دوست YUL OLAYA صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح سے مل کر یہ احساس ہوا کہ اتنی عظیم روحانی شخصیت ہونے کے باوجود حضور اپنے آپ کو ہم سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ یوں لگا کہ حضور میرے لئے میرے باپ کی طرح ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ حضور کے پاس مزید بیٹھوں۔ جب مَیں تصویر کے لئے کھڑا ہوا تو حضور نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور بڑی دیر تک پکڑے رکھا۔ جس سے مجھے یہ احساس ہوا کہ حضور ہمیں چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اب ہم حضور کے ہی ہو گئے ہیں۔

……میڈیکل ٹیکنالوجسٹ CAESER JIMLOK صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں یقین نہیں تھا کہ حضور جیسی عظیم شخصیت اپنی سخت مصروفیت کے باوجود ہمیں بہت زیادہ وقت دیں گے۔ حضور نے ہمیں 45 منٹ وقت دیا اور ہماری ہر بات کو سنا اور تسلّی بخش جوابات دیئے۔ ہم نے حضور سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہم حضور کی مزاح کی حِس سے بھی بہت محظوظ ہوئے۔

……ملک فلپائن کے سابق سیکرٹری ایجوکیشن BARATUCAL CAUDANG نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ المسیح سے یہ میری دوسری ملاقات تھی (قبل ازیں یہ دوست حضور انور سے لندن میں مل چکے ہیں) مَیں نے دیکھا ہے کہ حضور انور کے دل میں ہمارے لئے ہمدردی ہے۔ حضور نہایت صبر اور حوصلہ سے بات سنتے ہیں اور پھر بات کرنے والے کی تسلّی کرواتے ہیں اور سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ حضور انور سے مل کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ایک مسلمان لیڈر کا رویّہ کیسا ہونا چاہئے۔ حضور کا رویّہ تمام مسلمان لیڈروں کے لئے نمونہ ہے۔ اگر سب کا ایسا رویّہ ہو تو ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں۔ موصوف نے کہا جس طرح ابوسفیان نے ھرقل کے دربار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں شہادت دی تھی اور سچی باتیں کہی تھیں آج اس طرح ہم بھی خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں شہادت دیتے ہیں کہ یہ جماعت غالب آنے والی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا تھا آج اسی طرح جماعت احمدیہ پر ظلم ہو رہا ہے۔ جس طرح اسلام کو پہلے زمانہ میں فتح حاصل ہوئی آج اُسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی فتح حاصل ہوگی جو کہ یقینی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔ جب احمدیت کو عظیم الشان فتح حاصل ہوگی تو ہم بھی اس میں شامل ہوں گے۔

……فلپائن سے ایک نومبائع فلپائنی دوست عبدالوہاب صاحب بھی آئے تھے اور ملاقات کے موقع پر اس وفد میں شامل تھے۔ موصوف پہلے عیسائی تھے۔ پھر وہابیوں کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام قبول کیا بعد میں احمدیوں سے رابطہ ہوا۔ اور احمدیت کے سچے اور حقیقی پیغام نے دل پر اثر کیا تو بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوگئے۔

موصوف نے بتایا کہ جب سے مجھے علم ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سنگاپور آرہے ہیں مَیں اُسی وقت سے سنگاپور آنے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ آج میری خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہے کہ جب مَیں ملاقات کے لئے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو حیران رہ گیا۔ حضور انور کا چہرۂ مبارک بہت نورانی تھا۔ حضور انور ہم میں گھل مل گئے اور ہمارا حال دریافت فرمایا۔ حضور انور نے مجھے اپنے گلے بھی لگایا، یہ لمحہ میری زندگی کا انتہائی بابرکت لمحہ تھا جسے مَیں کبھی بھول نہ پاؤں گا۔ حضور انور نے مجھے ''اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ'' کی انگوٹھی عطا فرمائی اور میری تین بیویوں کے لئے بھی تین انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔ میرے لئے خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ مجھے وہ کچھ مل گیا جس کا مَیں نے اپنی زندگی میں تصوّر بھی نہیں کیا تھا۔

آج شام کے اس سیشن میں ملاقاتوں کا یہ پروگرام جو کہ چھ بجے شروع ہوا تھا پونے نو بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نو بجے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

25 ستمبر بروز بدھ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے ''مسجد طٰہٰ'' تشریف لے جاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن مرکز اور دوسرے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی ڈاک اور خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ میں تشریف لائے اور مختلف ممالک سے آنے والی فیملیز اور احباب کے ساتھ ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج مجموعی طور پر 54 فیملیز کے 311 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان 54 فیملیز میں سے 23 فیملیز ملک ملائشیا سے آئی تھیں جبکہ 22 فیملیز کا تعلق انڈونیشیا سے تھا جو دُور دراز کے جزائر سے سفر کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ اس کے علاوہ آج انڈیا، برما اور کینیڈا سے آنے والے افراد اور فیملیز نے بھی ملاقات کی سعادت پائی اور ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ طلباء و طالبات نے حضور انور کے دست مبارک سے قلم حاصل کئے اور بچوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ اور میانمار (برما) کی لجنہ اماء اللہ کی نیشنل مجالس عاملہ کی ممبرات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اجتماعی میٹنگ

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد طٰہٰ'' تشریف لائے اور نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور، نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا اور نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ملائشیا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اجتماعی میٹنگ شروع ہوئی۔ اس میٹنگ میں تھائی لینڈ اور میانمار (برما) سے نیشنل مجالس عاملہ لجنہ اماء اللہ کی آنے والی ممبرات بھی شامل ہوئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور نے ان پانچوں ممالک سے ان کی لجنہ اور ناصرات کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان ممالک کی لجنہ سے بیعت کرنے والی خواتین کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ ہر ملک میں نومبایعات کی تعداد کیا ہے اور کیا وہ سب آپ کے رابطہ میں ہیں اور آپ کا ان کے ساتھ تعلق قائم ہے۔

اس پر صدر صاحبہ لجنہ انڈونیشیا نے بتایا کہ ہماری نومبایعات کی تعداد 94 ہے اور ہمارا ان کے ساتھ رابطہ ہے اور ان کو ہم نظام کا حصہ بنا رہے ہیں۔ صدر صاحبہ ملائشیا نے بتایا کہ گزشتہ سالوں کی نومبایعات کی تعداد 19 ہے اور ہم رابطہ رکھتے ہیں۔ صدر صاحبہ سنگاپور نے بتایا کہ گزشتہ سالوں کی نومبایعات کی تعداد 5 ہے اور سبھی رابطہ میں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ لجنہ کی تمام سیکرٹریان اور عہدیداران اپنا لجنہ کا کانسٹی ٹیوشن پڑھیں۔ ہر سیکرٹری کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اُس کے شعبہ کے کیا کیا کام ہیں۔ اُس کی کیا ذمہ داری ہے، کیا فرائض ہیں، ہر ایک سیکرٹری اور عہدیدار کانسٹی ٹیوشن کے مطابق اپنی ذمہ داری ادا کرے۔

ممبرات کے سوالات کے جوابات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے لجنہ کی ان عہدیداران نے بعض مختلف سوالات پوچھے۔

❁...... **ایک سوال یہ تھا کہ کیا 16 سال کی عمر کے کسی فرد کی بیعت لی جاسکتی ہے؟** اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 16 سال کی عمر کی بچی کی بیعت ابھی نہ لیں کیونکہ وہ Dependant ہے۔ آزادانہ فیصلہ کرنے کی ابھی مجاز نہیں ہے۔ تاہم اس سے رابطہ رکھا جاسکتا ہے بلکہ رابطہ قائم رہنا چاہئے۔ جب وہ کم از کم اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچے اور Mature ہو اور ملکی قانون کے مطابق اپنا فیصلہ کرنے میں خود مختار ہو اور جو مشکلات پیش آسکتی ہیں انہیں برداشت کرسکے تو پھر بیعت لی جاسکتی ہے۔

❁...... اس سوال کے جواب پر کہ **ناصرات کے اجلاس میں عہد کون دہرائے گا؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر نیشنل صدر لجنہ موجود ہے تو وہ یہ عہد دہرائے گی، اگر وہ موجود نہیں ہے تو پھر لوکل صدر لجنہ عہد دہرائے گی۔ اگر لوکل صدر لجنہ بھی موجود نہیں تو پھر سیکرٹری ناصرات عہد دہرائے گی۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ **کیا ہم غیر احمدیوں کے مذہبی پروگراموں میں شامل ہوسکتے ہیں، مثلاً قرآن کریم کی تلاوت کا پروگرام ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہمیں ان کی طرف سے ان کے کسی پروگرام میں شامل ہونے کی دعوت موصول ہوتی ہے اور جو پروگرام ہو رہا ہے وہ کسی بدعت کی صورت میں ہے تو پھر ہم اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ تاہم اگر ہم ان کے کسی مذہبی پروگرام میں پہلے سے ہی موجود ہیں اور وہاں کھانا وغیرہ دیا جارہا ہے تو ہم کھانا بھی کھاسکتے ہیں، تلاوتِ قرآن کریم کا پروگرام ہے تو اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس طرح ہم ان کو بتا رہے ہوں گے کہ ہمارا بھی یہی قرآن ہے جس کی ہم ہر روز تلاوت کرتے ہیں۔

❁...... **حضور انور نے فرمایا: لجنہ اماء اللہ کو بھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے چاہئیں اور ان میں غیر احمدیوں کو بلانا چاہئے۔**

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ ان کے کسی پروگرام میں مدعو ہیں اور آپ سے درخواست کی گئی ہے کہ کچھ کہیں یا کوئی نظم پڑھیں تو آپ کو نعتیہ نظم مثلاً ''علیک الصلوٰۃ، علیک السلام'' وغیرہ پڑھنی چاہئے۔

❁...... **اس سوال کے جواب میں کہ کیا ہم اپنے بچوں کو غیر احمدی اساتذہ کے پاس قرآن کریم پڑھنے کے لئے بھجواسکتی ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک صورت ایسی ہے کہ آپ کا گھر اپنی مسجد سے بہت دُور کے فاصلہ پر ہے اور یہ انتہائی ایسی مجبوری ہے کہ اتنے فاصلہ سے بچے کو روزانہ مسجد بھجوایا نہیں جاسکتا تو پھر ایسی خاص حالت میں اجازت دی جاسکتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ مکمل طور پر اس بات پر نظر رکھیں گی کہ غیر احمدی پڑھانے والا، کسی لحاظ سے بھی اپنے عقیدہ، خیالات کا اثر بچے پر تو نہیں ڈال رہا اور بچے اس کے خیالات کے حامی تو نہیں بن رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے اپنے کسی گزشتہ خطبہ جمعہ میں تمام مبلغین اور مربیان کو ہدایت کی تھی کہ وہ بچوں کو قرآن کریم پڑھائیں اور باقاعدہ کلاسز کا اہتمام کریں تاکہ بچے کسی غیر احمدی کے پاس نہ جائیں۔ **حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ کو بھی ایسے پروگرام کرنے چاہئیں جن میں وہ قرآن کریم پڑھائیں، سکھائیں۔** اور ایسے پروگرام ہوں کہ کسی بچہ کو بھی قرآن کریم سیکھنے کے لئے کسی غیر احمدی کے پاس جانے کی کوئی مجبوری نہ رہے۔

❁...... **ایک ممبر نے یہ سوال کیا کہ کیا قرآن کریم پڑھتے ہوئے تجوید کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب آپ عربی الفاظ کا صحیح تلفظ اس حد تک ادا کررہی ہیں کہ ان الفاظ کے معانی تبدیل نہیں ہوتے تو پھر یہ قرآن کریم کی اچھی تلاوت ہے۔

❁...... **اس سوال کے جواب میں کہ اگر والدین ماں اور باپ دونوں کام کررہے ہیں اور دونوں کی آمد ہو تو پھر بچوں کی طرف سے چندہ کون ادا کرے گا؟**

حضور انور نے فرمایا: خاوند ادا کرے گا۔ قرآن کریم میں یہی تعلیم بیان ہوئی ہے اور گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کے اخراجات وغیرہ کی ذمہ داری مرد پر ہے، مرد کو قوّام بنایا گیا ہے۔ مرد کی اپنی بیوی کی جائیداد اور دولت پر نظر نہیں ہونی چاہئے۔ اگر مرد کے پاس کوئی کام نہیں ہے، وہ فارغ بیٹھا ہے تو تب بھی بیوی کو زبردستی مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ گھر کے اخراجات اٹھائے۔ ہاں باہمی رضامندی سے بیوی گھر کی ضروریات پوری کرسکتی ہے۔

❁...... **ایک سوال یہ کیا گیا کہ نومبایعین کے لئے تین سال کا عرصہ رکھا گیا ہے۔ اگر یہ تین سال گزرنے پر بھی کسی کی کوئی خاص پراگرس نہ ہو تو ہمیں ہدایت ہے کہ اس کو مزید ایک سال کے لئے نومبایع رکھو۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جب کسی نے ایک دفعہ بیعت کرلی ہے تو اس کو احمدی ہی کہا جاتا ہے۔ اس کو نومبایع کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک صرف انتظامی اصطلاح ہے، جو انتظامی امور کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس تین سالہ پیریڈ میں ایک سال کے اضافہ کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی ہدایت میری طرف سے نہیں ہے۔

❁...... **اس سوال کے جواب میں کہ اگر کوئی ازخود بیعت کرنے کے لئے کہے تو کیا اس کی بیعت لے لی جائے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آجکل بعض لوگ انٹرنیٹ، MTA کے ذریعہ جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور جب وہ اپنی تحقیق کرنے کے بعد مطمئن ہوتے ہیں تو پھر بیعت کے لئے کہتے ہیں۔ جماعتی طور پر بھی اس کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر ان کی بیعت قبول کی جاتی ہے۔

❁...... لجنہ کی ایک عہدیدار نے سوال کیا کہ **اگر مربی سلسلہ کے ذریعہ کسی خاتون کی بیعت ہو اور لجنہ کو بیعت کے بعد ہی اس کا علم ہو تو کیا ہم اس بیعت کو قبول کرلیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر جماعتی نظام کسی کی بیعت کو قبول کرلیتا ہے تو پھر لجنہ کو بھی اس کے مطابق ہی کرنا چاہئے۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا ہم اُس احمدی خاتون سے چندہ وصول کرسکتے ہیں جو کسی غیر احمدی شخص سے شادی کرلے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بھی احمدی خاتون کو غیر احمدی شخص سے شادی کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی احمدی خاتون غیر احمدی شخص سے شادی کرے گی تو اپنے خاوند کے طریق پر چلے گی اور اُسی کو Follow کرے گی۔ اس لئے غیر احمدی شخص سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگر کوئی احمدی خاتون ایسا کرتی ہے تو پھر اُس سے چندہ نہیں لیا جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **احمدی مردوں کو بھی احمدی عورتوں سے شادی کرنی چاہئے لیکن اگر کوئی شخص کسی غیر احمدی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے تو پھر اُس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی باقاعدہ مرکز سے اجازت لے۔**

❁...... **ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر باپ احمدی ہے اور ماں غیر احمدی ہے تو کیا بچے احمدی تصور کئے جائیں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچے احمدی ہی تصور ہوں گے کیونکہ بچے باپ کو Follow کریں گے، باپ کے تابع ہوں گے۔ اگر بچے ماں کے پاس ہیں اور ماں کے زیر سایہ پرورش پا رہے ہیں تو پھر بالغ ہونے کے بعد ان سے پوچھا جائے گا کہ وہ باپ کے ساتھ ہیں یا ماں کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ باپ کے ساتھ ہیں تو پھر ان سے بیعت لی جائے گی۔ آجکل MTA کے ذریعہ انٹرنیشنل بیعت کا نظام بھی ہے۔ بچے اس بیعت میں شامل ہوسکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اگر ماں اور باپ دونوں احمدی ہیں اور بچے پیدائشی احمدی ہیں تو پھر انہیں دوبارہ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضور انور نے فرمایا جب ایک خلیفہ کی وفات ہوجاتی ہے تو پھر ہر شخص کو نئے آنے والے خلیفہ کی بیعت کرنی پڑتی ہے۔

❁...... اس سوال کے جواب میں کہ **کیا ایک احمدی عمرہ اور حج کے لئے غیر احمدی گروپ میں شامل ہوسکتا ہے؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شامل ہوسکتا ہے لیکن اپنی علیحدہ نماز پڑھے گا۔ کیونکہ اس گروپ کے غیر احمدی امام نے اس زمانے کے امام کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ **کیا ایک شخص جو رمضان میں روزے نہیں رکھ سکا وہ فدیہ بھی دیتا ہے اور پھر بعد میں روزے بھی رکھے گا؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی خاتون رمضان میں روزے نہیں رکھ سکی یا اُس کے کچھ روزے رہ گئے ہیں تو وہ فدیہ بھی دیتی ہے اور بعد میں توفیق ملنے پر روزے بھی رکھتی ہے۔ لیکن ایسی خاتون جو حاملہ ہے یا مُرضعہ ہے (یعنی بچے کو دودھ پلا رہی ہے) تو وہ صرف فدیہ ہی دے گی کیونکہ وہ قریباً اڑھائی سال تک روزے نہیں رکھ سکے گی۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ **کیا ایسی عورت جو پردہ نہیں کرتی صدر حلقہ منتخب ہوسکتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی عورت جو پردہ نہیں کرتی صدر حلقہ منتخب نہیں ہوسکتی۔ حضور انور نے فرمایا: جو بھی خواتین جماعتی عہدیدار ہیں ان کا معیار اور کردار اعلیٰ اور مثالی ہونا چاہئے وہ دوسری خواتین کے لئے ایک نمونہ ہوں۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ **کیا خواتین Abaya یعنی ایسا لمبا کھلا گاؤن پہن سکتی ہیں جس پر چمکدار چیزیں لگی ہوں جو دوسروں کو متوجہ کرتی ہوں۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جو پردہ ہے وہ پردہ ہی رہنا چاہئے یعنی ایسا لباس نہ ہو کہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ سادہ لباس ہونا چاہئے۔ پردہ کی خاطر جو گاؤن استعمال کیا جارہا ہے وہ بھی Attractive نہیں ہونا چاہئے۔ اصل چیز نیّت ہے اور وہ پردہ کی ہی نیّت ہونی چاہئے نہ کہ کسی دکھاوے اور خوبصورتی کی۔

❁...... ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر لجنہ کی طرف سے کوئی Co-operative Scheme شروع ہو تو کیا مرد احباب کو اُس میں حصہ لینے کی اجازت ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ پروگرام جماعت کی طرف سے ہو تو پھر ہر کوئی شامل ہوسکتا ہے۔

مختلف ممالک کی نیشنل مجالس عاملہ لجنہ اماء اللہ کی حضور انور کے ساتھ یہ میٹنگ چھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہی۔

....

سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ، فلپائن اور میانمار (برما) کی نیشنل مجالس عاملہ انصار اللہ کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اجتماعی میٹنگ

بعد ازاں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ سنگاپور، نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ انڈونیشیا اور نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ملائشیا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ اس میٹنگ میں تھائی لینڈ، فلپائن اور میانمار (برما) کی نیشنل مجالس عاملہ انصار اللہ کے بعض عہدیداران بھی شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

……سب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تھائی لینڈ کی عاملہ انصاراللہ کے ممبران سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کی ساری عاملہ نے انصاراللہ کا دستور اساسی پڑھ لیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: آپ سب پڑھیں، عاملہ کا ہر ممبر پڑھے، اگر اس کا تھائی زبان میں ترجمہ نہیں ہوا تو اس کا ترجمہ کریں۔ ہر قائد کو علم ہونا چاہئے کہ اُس کے سپرد جو شعبہ ہے، اُس کی کیا ذمّہ داریاں ہیں۔ کیا کام ہیں۔ ہر ایک اس کے مطابق اپنے پروگرام بنائے۔

……فلپائن اور میانمار (برما) کے ممبران کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہی ہدایات فرمائی کہ آپ کی عاملہ کے ہر ممبر کو، ہر قائد کو انصاراللہ کا دستور اساسی پڑھنا چاہئے۔ برما کو یہ بھی ہدایات فرمائی کہ اپنے دستور اساسی کا برمی زبان میں ترجمہ بھی کروائیں۔

……انڈونیشیا، سنگاپور اور ملائشیا کی مجالس عاملہ انصاراللہ کے قائدین سے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ سبھی نے اپنا دستور اساسی پڑھ لیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا عاملہ کا ہر ممبر پڑھے۔ عاملہ کے ہر ممبر کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کی کیا ڈیوٹی ہے۔

……**صدر صاحب مجلس انصاراللہ سنگاپور** کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ لندن سے انصاراللہ کا کانسٹی ٹیوشن منگوائیں اور ہر عاملہ ممبر اپنے شعبہ کے فرائض پڑھے اور اس کے مطابق ہر شعبہ اپنا پلان بنائے اور آپ اپنے ہر قائد کو Active کریں اور فعال بنائیں۔

……صدر صاحب انصاراللہ ملائشیا کو حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے سب قائدین بھی کانسٹی ٹیوشن کو پڑھیں۔ اس میں ہر شعبہ کے لئے گائیڈ لائن ہے۔ ہر قائد کو علم ہونا چاہئے کہ اس کی ڈیوٹی کیا ہے۔ سب پڑھیں اور اس کے مطابق اپنے شعبہ کی پلاننگ کریں۔

……صدر صاحب انصاراللہ انڈونیشیا نے بتایا کہ ہمارا سالانہ اجتماع امسال نومبر میں ہو رہا ہے۔ امسال صدر مجلس انصاراللہ کا انتخاب بھی ہے اس کی اجازت کے لئے لکھا ہے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ امیر صاحب انڈونیشیا عبدالباسط صاحب آپ کا انتخاب کروائیں گے۔

سنگاپور کے صدر صاحب سے بھی حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کی ٹرم کب ختم ہو رہی ہے۔ صدر صاحب انصاراللہ نے بتایا کہ پہلی ٹرم ہے جو اس سال مکمل ہو رہی ہے۔ حضور انور نے ہدایات فرمائی کہ حسن بصری صاحب مبلغ انچارج سنگاپور آپ کا انتخاب کروائیں گے۔

ملائشیا کے صدر مجلس انصاراللہ نے بتایا کہ ملائشیا میں امسال صدر مجلس انصاراللہ کی دو سالہ ٹرم ختم ہو رہی ہے اور اس سال انتخاب ہے اور موجودہ صدر کی یہ تیسری ٹرم ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک صدر دو دو سال کی تین ٹرم تک جاسکتا ہے یعنی چھ سال تک۔ اس کے بعد انتخاب میں اس کا نام پیش نہیں ہوسکتا، نیا صدر منتخب ہوگا۔

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نئے صدر کی ایک ٹرم کے بعد اگر لوگ پسند کریں کہ سابقہ صدر دوبارہ آئے تو اِس ایک ٹرم کے بعد سابقہ صدر دوبارہ منتخب ہوسکتا ہے اور اُس کا نام صدارت کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے۔

سابقہ صدر کو چوتھی ٹرم دیئے جانے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نائب صدر مجلس کے تحت میٹنگ میں اگر مجلس عاملہ یہ تجویز دے کہ صدر نے بہت اچھا کام کیا ہے اس کو چوتھی ٹرم کے لئے موقعہ دیا جائے تو یہ معاملہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اجازت کے لئے پیش ہوتا ہے۔ پھر یہ خلیفۃ المسیح کا اختیار ہے کہ منظوری دے یا نہ دے۔ حضور انور نے فرمایا بہتر یہی طریق ہے کہ تین ٹرم پوری ہونے کے بعد نیا صدر منتخب ہو۔

……**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ تمام ذیلی تنظیمیں انصار، خدام اور لجنہ براہ راست مجھ سے رابطہ کریں گی۔ یہ تینوں ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہیں اور جماعت کی Main Stream کا حصہ بھی ہیں۔**

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جب ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا تھا تو آپؓ نے ذیلی تنظیموں کے قیام کا یہ مقصد بیان فرمایا تھا کہ اگر جماعت کا نظام کمزور ہو اور ذیلی تنظیمیں یا کوئی بھی ایک ذیلی تنظیم فعال ہو تو جماعت ترقی کرتی رہتی ہے۔ اگر ذیلی تنظیمیں مستعد اور فعّال نہ ہوں لیکن جماعتی نظام Active ہو تو تب بھی جماعت آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن اگر جماعتی نظام بھی فعّال ہو اور ذیلی تنظیمیں بھی فعّال اور مستعد ہوں تو پھر جماعت کئی گنا تیزی سے ترقی کرتی ہے اور جماعت کا قدم غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: تینوں ذیلی تنظیمیں اپنی ماہانہ رپورٹس براہ راست مجھے بھجوایا کریں۔ لندن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تینوں ذیلی تنظیموں کے شعبے ہیں، ان کے آفسرز ہیں جو سارا ریکارڈ رکھتے ہیں اور رپورٹس پر باقاعدہ حضور انور کی ہدایات بھجوائی جاتی ہیں۔

……حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈونیشیا کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ انڈونیشیا میں تین ہزار سے زائد جزائر ہیں۔ **آپ تبلیغ کے لئے ایسے چھوٹے جزیروں کا انتخاب کریں جہاں مخالفت نہیں ہے۔** ایک جزیرہ کا انتخاب کرلیں اور وہاں مضبوط جماعت قائم کریں۔ اسی طرح ایسے جزائر جہاں عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہے اور مولویوں کا اثر نہیں ہے وہاں بھی تبلیغ کے پروگرام بنائیں اور باقاعدہ پلاننگ کرکے کام کریں۔

……حضور انور نے فرمایا **جو انصاراللہ کا چندہ نہیں دیتے وہ جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبرز بھی نہیں بن سکتے اور نہ ہی مجلس انصاراللہ کی عاملہ کے ممبرز بن سکتے ہیں۔**

……حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب مجلس انصاراللہ سنگاپور کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنا پروگرام بنائیں اور جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ اپنا پروگرام بنائے۔ اگر کوئی پروگرام اجتماعی طور پر کرنا ہے تو باقاعدہ اپنی رپورٹس میں ذکر کریں کہ خدام، انصار اور جماعت نے مل کر اکٹھا یہ پروگرام کیا ہے۔ لیکن ذیلی تنظیموں کے اپنے علیحدہ پروگرام بھی ہونے چاہئیں۔

……حضور انور نے فرمایا: اگر مجلس انصاراللہ اپنا کوئی پروگرام بنا رہی ہے۔ اپنے کسی جلسہ کا پروگرام ہے یا اجتماع کا پروگرام ہے **تو پروگرام بناتے ہوئے یہ دیکھیں کہ جماعت کے پروگرام سے Clash نہ ہو۔** اگر جماعت کے پروگرام سے متصادم ہے تو پھر جماعتی پروگرام کو اوّلیت ہوگی۔ آپ اپنا پروگرام کسی اور تاریخ میں رکھ لیں۔

حضور انور نے فرمایا مثلاً آپ نے کسی گاؤں یا چھوٹے علاقہ میں اپنا تبلیغ کا پروگرام رکھا ہے۔ دوسری طرف اسی علاقہ میں جماعت نے بھی اپنا پروگرام بنایا ہوا ہے تو پھر جماعت کا پروگرام ہوگا، آپ کا نہیں۔ آپ سب جماعت کے پروگرام میں شامل ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پروگراموں کے لئے دن معین کرنے کا طریق یہ ہے کہ سال کے شروع میں امیر صاحب نیشنل صدر صاحب جماعت کے ساتھ مل کر ایک کیلنڈر بنالیں جس میں باہمی مشورہ کے ساتھ جماعتی پروگرام اور ذیلی تنظیموں کے پروگرام کے دن بھی معین ہوجائیں۔ پروگرام معین کرتے ہوئے پہلے جماعت کے پروگرام آرگنائز ہوں گے اس کے بعد باقی دنوں میں ذیلی تنظیموں کے پروگرام معین کرلیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو بھی بڑی جماعتیں ہیں یوکے وغیرہ انہوں نے یہ کیلنڈر بنائے ہوئے ہیں۔ صرف سینٹرل لیول پر نہیں بنائے بلکہ لوکل لیول پر بھی بنائے ہوئے ہیں اور ہر گھر میں یہ کیلنڈر دیا ہوا ہے۔ انصار، خدام اور لجنہ کا ہر ممبر جانتا ہے کہ ہمارا پروگرام کب ہے، انصار کا پروگرام کس دن کیا ہے، خدام کا کب ہے اور لجنہ کا کب ہے اور کیا پروگرام ہے۔ ہر ماہ، ہر ایک کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ کیا پروگرام ہیں۔

……**ملائشیا کے صدر مجلس انصاراللہ** نے بتایا کہ ہمارے 171 انصار ہیں اور اس تعداد کا پچاس فیصد موصی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنی تعداد اَور بڑھائیں اور آئندہ سال تک یہ تعداد ایک ہزار ایک سو اکہتر تک لے جائیں اور پھر اسی نسبت سے اضافہ کرتے رہیں۔

……**میانمار (برما)** کی مجلس عاملہ انصاراللہ کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم حضور انور کا خطبہ جمعہ باقاعدہ اردو زبان میں سنتے ہیں اور تبلیغ کے حوالہ سے بتایا کہ صدر صاحب جماعت کی طرف سے انصار، خدام اور لجنہ کو باقاعدہ تبلیغ کا ٹارگٹ دیا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا **جو جماعتیں Active ہیں وہ صرف تبلیغ کا ہی ٹارگٹ نہیں دیتیں بلکہ تحریک جدید اور وقف جدید کا ٹارگٹ بھی دیتی ہیں۔** جماعتی طور پر ان تحریکات میں جو چندہ لیا جاتا ہے وہ علیحدہ ہے۔ ذیلی تنظیمیں اس کے علاوہ اپنا ٹارگٹ پورا کرتی ہیں۔ جماعت یوکے نے لجنہ اماء اللہ یوکے کو دو لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ کا ٹارگٹ دیا تھا۔ مَیں نے بڑھا کر تین لاکھ پچیس ہزار کردیا جو لجنہ یوکے نے پورا کردیا۔

……صدر صاحب مجلس انصاراللہ انڈونیشیا نے بتایا کہ 3200/ انصار تحریک جدید چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا آپ اپنی تجنید درست کریں اور اپنے سب انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔ آپ کے انصار کی تعداد تو بیس ہزار تک ہونی چاہئے۔

……حضور انور نے صدر صاحب انصاراللہ ملائشیا کو فرمایا کہ آپ کی گیارہ مجالس ہیں۔ ہر مجلس کی عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے تو آپ کی سال میں 133 بیعتیں ہوجائیں گی۔ یہی ہدایت انڈونیشیا، سنگاپور اور باقی ممالک کے لئے بھی ہے کہ ہر مجلس کی عاملہ کا ہر ممبر سال میں کم ازکم ایک ایک بیعت کروائے۔

……حضور انور نے فرمایا کہ تھائی لینڈ والے اور فلپائن والے بھی اب منظّم ہوکر کام کریں۔

……صدر صاحب انصاراللہ **ملائشیا** نے عرض کیا کہ ملائشیا میں جو پاکستانی احمدی ہیں ان میں بہت سے چندہ ملائشیا میں ادا نہیں کرتے بلکہ پاکستان میں ادا کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک تو کوئی پاکستانی احمدی نہیں ہے۔ احمدی، احمدی ہے خواہ کسی بھی ملک کا ہو، دوسرے جو پاکستان سے ملائشیا آرہے ہیں وہ آپ کے لئے مثال نہیں ہیں۔

باقی جہاں تک چندہ کی ادائیگی کا سوال ہے تو اس کے لئے اصول یہ ہے کہ جو شخص جہاں بھی رہتا ہے اور جہاں مقیم ہے اور آمد بھی ہورہی ہے تو وہیں اپنے قیام کے علاقہ میں، جماعت میں چندہ دیتا ہے۔ اگر ملائشیا میں آمد ہورہی ہے تو پھر ملائشیا میں ہی چندہ دینا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصاراللہ ملائشیا کو ایک انتظامی ہدایت فرمائی کہ ایسے احباب کی جو ملائشیا میں رہتے ہوئے چندہ پاکستان میں ادا کررہے ہیں ایک جائزہ فہرست پیش کی جائے۔

……میٹنگ میں نومبایع کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نومبایع تین سال کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد جماعت کی Main Stream میں آجاتا ہے۔ اگر وہ تین سال میں مستعد اور فعّال نہیں ہوسکا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پروگرام اور کوششیں منظّم نہیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہر نئے آنے والے کو آپ نے جماعت کی Main Stream میں لانا ہے۔

……ملائشیا کے ممبران نے بتایا کہ آجکل ملائشیا میں ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ مولویوں نے کہا ہے کہ غیر مسلم، عیسائی ''اللہ'' کا لفظ استعمال نہیں کرسکتے اور کورٹ نے بھی اسی طرح کا فیصلہ دیا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جب قرآن کہتا ہے کہ "تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ" (آل عمران:65) کہ اے اہل کتاب! ''اُس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اَور کی عبادت نہ کریں''۔ پس جب قرآن کریم کہتا ہے کہ سب مذاہب ''اللہ'' کا لفظ استعمال کرسکتے ہیں تو پھر مسلمان کس طرح کہتے ہیں کہ عیسائی، غیر مسلم نہیں کرسکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیوں کو قرآن کریم کی یہ آیت بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حق دیا ہے کہ ''اللہ'' کا لفظ استعمال کرو۔ تو پھر وہ آگے خود ہی اس معاملہ کو اٹھائیں۔

مختلف ممالک کی نیشنل مجالس عاملہ انصاراللہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ سات بج کر 45 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر اِن مجالس عاملہ نے ممالک وائز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، میانمار (برما) اور تھائی لینڈ کی نیشنل مجالس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اجتماعی میٹنگ

اس کے بعد پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سنگاپور، نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا اور نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ملائشیا کی حضور انور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ اس میٹنگ میں میانمار (برما) اور تھائی لینڈ کی نیشنل مجالس عاملہ کے بعد عہدیداران بھی شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ بعدازاں حضور انور نے نائب صدر خدام الاحمدیہ برما سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ واپس جاکر اپنے صدر صاحب سے کہیں کہ خدام الاحمدیہ کا دستور اساسی خود بھی پڑھیں اور اپنی ساری عاملہ کو بھی پڑھائیں۔ سب مہتممین کو علم ہونا چاہئے کہ ان کے کیا کیا فرائض اور ذمہ داریاں ہیں۔

❁ **تھائی لینڈ** کے ممبران عاملہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ خدام کے دستور اساسی کا تھائی زبان میں ترجمہ کریں اور عاملہ کے ممبران اس کو پڑھیں اور پھر اس کے مطابق اپنے اپنے شعبوں میں کام کی پلاننگ کریں اور اس کے مطابق اپنے فرائض ادا کریں۔

انڈونیشیا، سنگاپور اور ملائشیا کی عاملہ کے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ سب نے اپنا دستور اساسی پڑھ لیا ہے۔ کیا سب جانتے ہیں کہ ان کی کیا ڈیوٹیاں ہیں اور کیا فرائض ہیں؟ حضور انور نے صدران مجالس کو فرمایا کہ آپ پوری طرح تسلی کرلیں کہ آپ کی عاملہ کے ہر ممبر نے یہ دستور اساسی پڑھ لیا ہے اور اس کو پتہ ہے کہ اس کے شعبہ کے کیا کیا کام ہیں۔

❁ ......صدر مجلس خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کسی علاقہ میں تین چار ممبران سے زائد ہیں اور وہ کسی بڑی مجلس سے دُور ہوں، زیادہ فاصلے ہوں تو پھر اس علاقہ میں ان ممبران کی علیحدہ مجلس بنالیں اور صرف ایک قائد بنالیں، باقی عاملہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ خدام کسی بڑی مجلس کے نزدیک ہیں تو پھر ان کی علیحدہ مجلس بنانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ ساتھ والی بڑی مجلس سے منسلک ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں کسی ایک شہر میں ایک ہزار سے زائد خدام ہیں تو وہاں ان کی دو مجالس بنادیں اور دو قائد مقرر کردیں۔ جکارتہ شہر کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا تو صدر صاحب نے بتایا کہ وہاں ایک ریجنل قائد ہے اور سات لوکل قائد ہیں۔

❁ ......**سینٹرل ریزرو** کے استعمال کے حوالہ سے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ سینٹرل ریزرو دو طرح کا ہے۔ ایک سینٹرل ریزرو یہ ہے کہ اُس میں موجود رقم آپ کی ہے۔ آپ خلیفۃ المسیح کی اجازت سے، اُسے خرچ کرسکتے ہیں۔ دوسرا سینٹرل شیئر ہے۔ یہ رقم آپ کی نہیں ہے مرکز کی ہے اور آپ اسے خرچ نہیں کرسکتے۔

❁ ......صدر صاحب خدام الاحمدیہ ملائشیا نے دریافت کیا کہ ہماری پاس کچھ رقم پڑی ہوئی ہے کیا ہم اُسے کسی بزنس وغیرہ میں لگالیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ بزنس کے لئے استعمال نہیں کرسکتے۔ جماعت کے اپنے پروگرام اور منصوبے ہیں، پراجیکٹس ہیں، وہاں استعمال ہوسکتی ہے۔ چیریٹی کے کاموں میں، مدد کے لئے استعمال ہوسکتی ہے۔ جماعتی نظام کے تحت کسی ضرورتمند کو قرض کے طور پر بھی دی جاسکتی ہے۔ جو بھی پلان ہے اس بارہ میں مجھے لکھ کر بھجیں۔

❁ ......**ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا ہم Facebook بنا کر تبلیغ کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو جماعت کی Facebook ہے وہی تبلیغ کے لئے استعمال کی جائے اور باقاعدہ ایک نظام کے تحت استعمال ہو۔ اپنی ذاتی فیس بک بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی علیحدہ بنائیں گے تو پھر اس کا غلط استعمال ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام کے خلاف، جماعت کے خلاف جو پرنٹ میڈیا میں آتا رہتا ہے، اس کے جوابات کے لئے اُن خدام کو استعمال کریں جو اچھا پبلیکیشنز نالج رکھتے ہیں۔ باقاعدہ ایک مجلس سلطان القلم بنائیں جس میں ایسے خدام شامل ہوں جو بہت اچھا لکھنے والے ہیں اور اسلامی تعلیم کا علم رکھتے ہیں اور دلائل کے ساتھ جواب دے سکتے ہیں تو ایسے خدام، اخبارات میں اسلام کے خلاف شائع ہونے والے مضامین اور آرٹیکل کا جواب لکھیں۔ لیکن ایسے جوابات صرف ذاتی طور پر تیار نہ کئے جائیں بلکہ خدام الاحمدیہ کے لیول پر باہمی مشورہ سے ہوں۔ ذاتی طور پر اپنے لیول پر کریں گے تو پھر ان میں ذاتی خیالات بھی آجائیں گے۔ اس لئے خدام کی طرف سے ہو تو پھر ہر پہلو اچھی طرح تیار کرکے جواب دیا جائے گا۔

❁ ......ملائشیا کے ممبران نے عرض کیا کہ ہماری خواہش ہے کہ حضور ہمارے پاس بھی آئیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: دعا کریں کہ ملائشیا کے حالات درست ہوں اور مَیں وہاں بھی آؤں اور آپ بھی اسی طرح خدمت کریں اور ڈیوٹیاں دیں جس طرح سنگاپور کے خدام دے رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انڈونیشیا والوں کے بھی یہی خیالات ہیں اور یہی جذبات ہیں۔ اس پر ممبران نے کہا: حضور! ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ حضور ہمارے ملک میں بھی آئیں۔

❁ ......نائب مہتمم مال انڈونیشیا نے سوال کیا: **ہم برتھ ڈے کیوں نہیں مناتے؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم برتھ ڈے نہیں مناتے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتھ ڈے بھی نہیں مناتے بلکہ ہم جلسہ سیرۃ النبیؐ کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کوئی مجھے یاد کروائے کہ آج میری برتھ ڈے ہے تو مَیں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور صدقہ دیتا ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے زندگی دی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ آئندہ اللہ کا فضل ہمیشہ شامل حال رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: برتھ ڈے کے موقعہ پر موم بتیاں جلانا، کیک کاٹنا اور دعوتوں پر رقم خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ یہ رقم غرباء کو صدقہ میں دے دو، چیریٹی آرگنائزیشن ہے، اُن کو دے دو۔ وہ غریبوں کی مدد کرتی ہیں، اُن کے کام آجائے گی۔ ہیومینٹی فرسٹ ہے، اس کو بھی دے سکتے ہیں۔ تو اس طرح رقم اِدھر اُدھر ضائع کرنے کی بجائے غرباء کے کام آجائے گی تو خدا کی رضا کی خاطر یہ کام کرکے ہم اپنی برتھ ڈے مناسکتے ہیں۔

❁ ......ایک ممبر نے سوال کیا کہ **کیا ہم پمفلٹ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر شائع کرسکتے ہیں؟** تو اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر تو یہ پمفلٹ سمجھدار اور پڑھے لکھے لوگوں کو دینا ہے تو اس پر شائع کرسکتے ہیں کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری تصویر دیکھ کر بھی لوگ پہچان لیتے ہیں کہ یہ آنے والے مأمور کی تصویر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر پمفلٹ عام لوگوں میں تقسیم کرنا ہے تو پھر اس پر تصویر نہ شائع کی جائے کیونکہ عام طور پر بعض لوگ پھینک دیتے ہیں۔

❁ ......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احمدیت ہی سچا اور حقیقی اسلام ہے۔ ہر ایک کو مطمئن کرسکتا ہے۔ خدام الاحمدیہ کو چائنیز لوگوں کے ساتھ تبلیغی پروگرام رکھنے چاہئیں۔ کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" کا چینی زبان میں ترجمہ ہوچکا ہے وہ آپ چائنیز لوگوں کو مہیا کریں۔ خدام الاحمدیہ تبلیغ کا کوئی کریش پروگرام بنائے۔

❁ ......**لائف انشورنس** کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بعض ڈیپارٹمنٹس ایسے ہیں کہ ان میں کام کرنے کے لئے کروانی پڑتی ہے، اس کے بغیر ملازمت نہیں ملتی۔ بعض جگہ قانونی مجبوری بھی ہے۔ لیکن جہاں تک میڈیکل انشورنس کا تعلق ہے اس کی اجازت ہے۔ بیمار ہوں یا اچانک کوئی حادثہ پیش آجائے اور ہسپتال جائیں تو وہ علاج کا خرچ دیں گے۔ اس طرح آپ اپنی زندگی کی انشورنس نہیں کروا رہے بلکہ علاج کروا رہے ہیں۔

❁ ......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کوئی **مارگیج** پر گھر لے کر خود رہتا ہے تو اس کی اجازت ہے کیونکہ جس کرایہ پر اُس نے گھر لے کر رہنا ہے وہی کرایہ مارگیج میں ادا ہوجائے گا اور ساتھ ساتھ پراپرٹی بھی اپنی بن رہی ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مارگیج پر گھر لینا ہے لیکن اس میں خود رہنا نہیں ہے اور صرف بزنس کی خاطر لینا ہے تو اس کی اجازت نہیں ہے۔

❁ ......**شادیوں** کے حوالہ سے بات ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خدام نے احمدی لڑکی کے ساتھ ہی شادی کرنی ہے۔ بعض اوقات خاص کیسز میں غیر احمدی لڑکی سے شادی کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

❁ ......ایک ممبر نے سوال کیا کہ **ہم کس طرح بہتر کام کرسکتے ہیں؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک تو عاملہ خود Active ہو۔ دوسرا نرمی اور پیار سے مسلسل یاددہانی کرواتے رہیں اور تیسرے اپنے لئے اور خدام کے لئے دعا کرو۔

میٹنگ کے آخر پر صدر صاحب سنگاپور نے بتایا کہ برتھ ڈے کے ذکر سے مجھے یاد آیا کہ آج میری برتھ ڈے ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دو نفل پڑھو اور صدقہ دو اور اپنی عاملہ کو اپنے ساتھ لے کر میرے ساتھ تصویر بنواؤ۔

چنانچہ میٹنگ کے آخر پر مختلف ممالک کی نیشنل مجالس عاملہ خدام الاحمدیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی یہ میٹنگ آٹھ بج کر 35 منٹ پر ختم ہوئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

26 ستمبر بروز جمعرات 2013ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے "مسجد طٰہٰ" تشریف لے جاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن مرکز اور دوسرے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی ڈاک اور خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور مختلف رپورٹس اور خطوط پر اپنے دست مبارک سے ہدایات سے نوازا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دوپہر ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد طٰہٰ" تشریف لے جاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آج کا دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سنگاپور اور اس ریجن کے مختلف ممالک میں آباد جماعتوں کے لئے انتہائی مبارک اور بابرکت دن تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اور اس کے فضلوں کے جو نظارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ، کینیڈا اور برسلز (بیلجیم) اور جرمنی میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے تھے، وہی نظارے آج سنگاپور کی سرزمین پر آباد لوگوں نے بھی دیکھے۔ انڈونیشیا سے آنے والوں نے بھی دیکھے اور ملائشیا اور فلپائن سے آنے والے مہمانوں نے بھی ان نظاروں کو مشاہدہ کیا۔

سنگاپور کی سرزمین پر اعلیٰ حکومتی حکام اور سرکردہ لوگوں میں جماعت کو پذیرائی اور عزت ملی اس کا پہلے تصور بھی نہیں تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم جس سرزمین پر بھی پڑتے ہیں فرشتوں کی فوجیں تائید و نصرت کی ہوائیں لئے ہوئے ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور غیر بھی اس نصرت الٰہی کا اور اللہ کے افضال کا اقرار کرتے ہیں کہ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو غالب آنے والی ہے اور اس کے غلبہ کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

آج جماعت سنگاپور نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام ہوٹل Mandarin Oriental میں کیا تھا جس میں بہت سے سرکردہ حکام اور مہمان شامل ہورہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پانچ بج کر چالیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے روانہ ہوئے اور چھ بجے ہوٹل تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل قریباً سبھی مہمان ہوٹل پہنچ چکے تھے۔

پروگرام کے مطابق تقریب کے آغاز سے قبل بعض مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات طے تھی۔ حضور انور اُس سپیشل کمرہ میں تشریف لے آئے جو ایسی ملاقاتوں کے لئے مخصوص ہے۔

مختلف معزز مہمانوں کی حضور انور سے ملاقاتیں

❁ ......سب سے قبل انڈین ہائی کمیشن کے فرسٹ سیکرٹری Dr. Nitish Birdi نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ موصوف نے بتایا کہ وہ ہوشیارپور کے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا پھر تو آپ قادیان کے قریب ہیں۔ وہاں گئے ہوں گے۔ قادیان میں اب بہت زیادہ ڈویلپمنٹ ہوگئی ہے۔

موصوف نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ آج اس موقع پر مدعو کیا گیا ہے اور ان کی حضور سے ملاقات ہوئی ہے۔ موصوف کے دریافت کرنے پر حضور انور نے بتایا کہ مَیں اپنی اس موجودہ پوزیشن میں دو مرتبہ انڈیا جاچکا ہوں۔ 2005ء میں گیا تھا اور پھر 2008ء میں سائوتھ انڈیا گیا تھا۔

❁ ......اس کے بعد Ms. Judith Slater ڈپٹی ہائی کمشنر یوکے نے حضور انور سے ملاقات کی۔ موصوفہ نے حضور انور کو سنگاپور آنے پر خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے فرمایا: یہاں سنگاپور میں ہماری کمیونٹی ہے۔ ملائشیا اور

انڈونیشیا میں بڑی کمیونٹی ہے۔ وہاں سے بڑی تعداد میں لوگ آئے ہیں، ان سے مل رہا ہوں۔کل جمعہ کا دن ہے اور پھر سوموار کو آگے آسٹریلیا جا رہا ہوں۔ موصوفہ کے استفسار پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں قبل ازیں 2006ء میں سنگاپور آچکا ہوں۔

یوکے میں جلسہ سالانہ کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ وہاں ہماری کمیونٹی تیس ہزار سے زائد ہے۔ اس سال یوکے جلسہ سالانہ پر حاضری 31 ہزار سے زائد تھی۔ باہر سے بھی کافی لوگ آئے تھے۔ یوکے سے بھی بعض منسٹرز اور ممبران پارلیمنٹ آئے تھے۔

پاکستان میں ہجرت کے حوالہ سے بات ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے خلیفہ نے جماعت کے خلاف آرڈیننس کے نتیجہ میں 1984ء میں ہجرت کی تھی۔ پھر اس کے بعد لندن میں ہی مرکز ہے اور مَیں بھی لندن میں ہی مقیم ہوں۔ موصوفہ نے بتایا کہ وہ پاکستان اور سری لنکا جاچکی ہیں اور کچھ ہندی زبان بھی جانتی ہیں۔

❁......اس کے بعد Mr. Thomas Bondiguel (Premier Secretaire of France) نے ملاقات کی۔ موصوف نے حضور انور کو سنگاپور آمد پر خوش آمدید کہا۔

فرانس میں جماعت کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا: فرانس میں ہماری بڑی اچھی کمیونٹی ہے اور حکومت سے اچھے تعلقات ہیں۔ حکومت ہمیں بہت اچھی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اچھا تعلق قائم ہے۔

اپنے سفر کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سنگاپور میں ہماری کمیونٹی ہے ان سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ پھر ملائشیا اور انڈونیشیا سے بہت بڑی تعداد میں لوگ ملنے کے لئے یہاں آرہے ہیں۔ ان سے مل رہا ہوں۔ میرا پہلا پروگرام یہی ہے کہ اپنی کمیونٹی کے لوگوں سے ملوں۔ اور پھر مَیں ہر جگہ امن کے قیام کے حوالہ سے بات کرتا ہوں۔ ہمارا پیغام امن کا پیغام ہے، ہر قوم کو اور دنیا کے ہر ملک کو ہم امن کا پیغام دیتے ہیں اور ہر جگہ یہ پیغام دیتے ہیں کہ اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ مَیں نے کیپیٹل ہِل امریکہ میں بھی امن کا پیغام دیا۔ یورپین پارلیمنٹ میں بھی دسمبر 2012ء میں امن کے قیام پر لیکچر دیا۔ وہاں بہت سے ممبران پارلیمنٹ تھے۔ فرنچ ممبر پارلیمنٹ بھی تھے۔ سبھی نے بہت اچھا اثر لیا تھا۔ اس پروگرام کو ''فرینڈز آف احمدیہ مسلم اِن یورپین پارلیمنٹ'' نے آرگنائز کیا تھا۔ برٹش ممبرز یورپین پارلیمنٹ نے آرگنائز کیا تھا۔ آخر پر موصوف نے آج کے تقریب میں مدعو کرنے کے لئے شکریہ ادا کیا۔

❁......بعد ازاں سنگاپور کی ایک انتہائی اہم شخصیت Mr. Lee Koon Choy نے حضور انور کے ساتھ ملاقات کی۔ موصوف اپنی اہلیہ اور اپنے سیکرٹری کے ساتھ آئے تھے۔ موصوف چائنا، رشیا، مصر، انڈونیشیا اور جاپان میں سنگاپور کے سفیر رہ چکے ہیں۔ سنگاپور میں کلچر اینڈ انفارمیشن منسٹر بھی رہ چکے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سنگاپور ملک کے بانیوں میں سے ایک ہیں۔ سنگاپور کی People's Action Party کے بانی ممبر ہیں اور سارے ملک میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ سنگاپور کے موجودہ پرائم منسٹر کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں۔

موصوف نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ حضور بڑا لمبا سفر کرکے آئے ہیں، Jet-Lag ہوگا۔

اس پر حضور انور فرمایا کہ یہاں آنے کے بعد شروع میں 24 گھنٹے رہا ہے اس کے بعد ٹھیک ہے۔ موسم کے حوالہ سے بات ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لندن میں ٹمپریچر 19 سنٹی گریڈ ہے اور Humidity نہیں ہے۔ لیکن یہاں ٹمپریچر بھی زیادہ ہے اور Humidity بھی

ہے۔ موصوف کے استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں لندن میں رہ رہا ہوں۔ یہاں پہلے 2006ء میں آیا تھا۔ اب میرا یہ دوسرا سفر ہے۔ موصوف نے بتایا کہ 1949ء میں انہوں نے لندن میں تعلیم حاصل کی تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اُس وقت تو مَیں پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ موصوف کی عمر 90 سال ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ یہاں ہمارے پروگرام میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے باوجود اِس عمر کے بڑی محبت دکھائی ہے اور یہاں پہنچے ہیں۔

مختلف ممالک میں جماعت کے حوالہ سے بات ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم دنیا کے 204 ممالک میں ہیں اور ہماری تعداد ملینز میں ہے۔ ہم تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، ایشیا، امریکہ، نارتھ امریکہ، یورپ، فرانس، برطانیہ میں ہر جگہ ہماری کمیونٹی ہے۔ مغربی افریقہ میں ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔

حضور انور نے موصوف کو کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" اپنے دستخط کرکے دی اور فرمایا: آپ اس کو پڑھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ہر جگہ امن کا پیغام دیتے ہیں اور اس پیغام کو Follow کرتے ہیں اور اسی پیغام کی پریکٹس کرتے ہیں اور اسی پیغام کو پھیلاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اس کتاب "Pathway to Peace" کا چائنیز ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لائبریری کے لئے بھجواؤں گا۔

موصوف کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات چھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہی۔

پرنٹ میڈیا کے جرنلسٹس کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو

❁......اس کے بعد انڈونیشیا سے اس استقبالیہ تقریب میں شرکت کے لئے آنے والے پرنٹ میڈیا کے جرنلسٹس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو لیا۔

ایک جرنلسٹ Ilham Khoiri کا تعلق روزنامہ اخبار Komas سے تھا۔ یہ انڈونیشیا کا سب سے بڑا اخبار ہے۔ جبکہ دوسری جرنلسٹ خاتون Purwani Diyyah Prabandari کا تعلق ہفت روزہ میگزین Tempo سے تھا۔

❁......اخبار کے جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آج اس فنکشن کا کیا کوئی خاص مقصد ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں جہاں بھی جاتا ہوں اسلام کی امن کے بارہ میں سچی اور حقیقی تعلیم بیان کرتا ہوں۔ اسلام کے بارہ میں جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اور جو غلط باتیں اسلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں، اُن کے بارہ میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل اور حقیقی تعلیم بیان کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو اصل حقیقت کا علم ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کا فنکشن بھی ایسا ہی ہے۔ امن کا پیغام دوں گا اور بتاؤں گا کہ آجکل جو دنیا کے مسائل اور مشکلات ہیں اُن کا حل کیا ہے، کس طرح ہم ان مسائل سے باہر نکل سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آج کا فنکشن تو ایک ذریعہ ہے۔ دوسرے بھی اَور بہت سے ذرائع ہیں جن کے ذریعہ ہم یہ کام کررہے ہیں۔ ہمارا انٹرنیشنل ٹی وی چینل MTA ہے۔ اس پر مختلف زبانوں میں چوبیس گھنٹے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ ہر جمعہ میرا خطبہ سات آٹھ زبانوں میں Live نشر ہوتا ہے، تو اس طرح ہم دنیا بھر میں اسلام کا امن کا پیغام دیتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کا مطلب امن ہے، سلامتی ہے۔ مَیں مسلسل مختلف موقعوں پر اپنے ایڈریسز کے ذریعے اور خطوط کے ذریعے بھی حکومتوں کو، دنیا کی بڑی طاقتوں کو پیغام دے رہا ہوں کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کرو۔ دنیا میں عدل و انصاف کرتے ہوئے امن لاؤ، ورنہ دنیا بڑی تباہی کی طرف جارہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں نے گزشتہ سال کیپیٹل ہِل (Capitol Hill) امریکہ میں اور پھر یورپین پارلیمنٹ اور بعض دوسرے فنکشنز میں امن کے قیام کے لئے پیغام دیا تھا اور بغیر کسی خوف کے اِن کو کھل کر بتایا تھا کہ سب کے ساتھ، ہر قوم اور ملک کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہوئے اور ایک جیسا سلوک کرتے ہوئے امن کے قیام کی کوشش کرو۔ مَیں نے انہیں بتایا تھا کہ اگر بڑی پاورز نے انصاف کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا نہ کی تو پھر دنیا میں بڑی تباہی آئے گی۔

❁......اس پر جرنلسٹ نے پوچھا کہ اس پیغام کا اُن لوگوں پر کیا اثر ہوا؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض بڑی طاقتوں نے کہا ہے کہ آپ کا پیغام تو ٹھیک ہے۔ ہم اس بارہ میں سوچ رہے ہیں۔ لیکن جو سیاست ہے جو اُن کی پالیسی ہے وہ اس پر عمل میں روک بن جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" پڑھیں۔ یہ سارے میرے لیکچرز اور خطوط ہیں جو مَیں نے مختلف بڑی طاقتوں کے سربراہوں کو لکھے ہیں۔

☆ انڈونیشیا میں پرسی کیوشن کے حوالہ سے ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پاکستان میں اس سے کئی گنا زیادہ پرسی کیوشن ہے۔ اِسی وجہ سے مجھ سے پہلے خلیفہ نے پاکستان سے ہجرت کی تھی اور مَیں بھی اب اسی وجہ سے لندن میں مقیم ہوں۔

پاکستان میں جماعت کے خلاف 1974ء میں غیر مسلم قرار دینے کا قانون بنا۔ پھر 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے بڑے سخت قوانین بنائے کہ اگر تم نے سلام کیا، السلام علیکم کہا، قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھی تو جرمانے کے علاوہ تین سال جیل کی سزا ہے۔ آجکل جو ہر آفیشل ڈاکومنٹ ہے مثلاً پاسپورٹ بنوانے کا فارم ہے اس میں لکھا ہے کہ مرزا غلام احمدؑ (جو جماعت احمدیہ کے بانی تھے) کے جھوٹا (نعوذ باللہ) ہونے کا اقرار کرو تو تب مسلمان کی حیثیت سے تمہاری پاسپورٹ کی درخواست قبول ہوگی۔ اسی طرح دوسرے مختلف شعبوں میں فارم بھرنے پڑتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں ہمیں کلمہ پڑھنے 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ' کہنے پر تین سال کی سزا ہے۔ مَیں خود بھی اسی پرسی کیوشن کی وجہ سے کچھ دن جیل میں رہا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب مَیں اپنی موجودہ پوزیشن خلیفۃ المسیح کی حیثیت میں پاکستان رہ کر خطبہ جمعہ نہیں دے سکتا۔ اپنے فرائض نہیں بجا لاسکتا۔ اگر السلام علیکم کہوں گا تو تین سال جیل کی سزا ہوجائے گی۔ خلیفۃ المسیح اگر پاکستان میں ہو تو اس موجودہ آرڈیننس، جماعت کے خلاف ظالمانہ قوانین اور پرسی کیوشن کی وجہ سے بالکل کٹ کر رہ جائے گا۔ اور اب مَیں باہر رہ کر سب کام کرسکتا ہوں۔

❁......ایک جرنلسٹ کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انڈونیشیا میں ہماری مساجد جلائی جاتی ہیں اور مختلف مظالم کئے جاتے ہیں لیکن ہم کوئی ردّعمل نہیں دکھاتے۔ ہمارے تین احمدیوں کو بڑی بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا لیکن ہم نے کوئی ردّعمل نہیں دکھایا۔ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے بلکہ قانون کے پابند ہیں۔ حکومت کا فرض ہے اور یہ حکومت کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کرے، ہر انڈونیشین شہری کی حفاظت کرے۔

❁......ایک جرنلسٹ کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت پالیٹکس میں حصہ نہیں لیتی۔ لیکن ایک شہری کی حیثیت سے ہر احمدی کا حق ہے کہ اگر وہ پالیٹکس میں حصہ لینا چاہتا ہے تو لے سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم کسی قسم کی کوئی پاور نہیں چاہتے۔ صرف یہ چاہتے ہیں کہ حکومت انصاف کرے، عدل کرے اور اپنے ہر ایک شہری کی برابر حفاظت کرے۔

☆ جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ خلیفۃ المسیح کب انڈونیشیا آئیں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم اپنے حکّام سے پوچھو کہ اگر مَیں وہاں جاؤں تو کیا آزادانہ بول سکتا ہوں اور کسی قسم کی کوئی پابندی تو نہیں ہوگی۔ تو پھر جاؤں گا۔

❁......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ہمارا سارا کام Open ہے۔ ہر بات کھلی ہوئی ہے۔ جتنے ہم اوپن ہیں اتنی کوئی آرگنائزیشن اوپن نہیں ہے۔ ہمارا سارا لٹریچر اوپن ہے اور ''الاسلام'' ویب سائیٹ پر موجود ہے۔ ہم ہر بات کھل کر کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ملّاں کو احمدیت سے اس بات کا خوف ہے کہ اگر احمدیت کی تبلیغ کی کھل کر اجازت دی تو لوگ احمدیت کے پیغام سے صحیح اسلام دیکھ کر احمدیت کو قبول کرلیں گے اور انڈونیشین لوگ احمدی ہوجائیں گے۔ اس طرح ان کی گدّی جاتی رہے گی۔

۞...... ایک سوال پر کہ احمدیت کے مخالف علماء کو جو غلط فہمیاں ہیں وہ کس طرح دُور ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کا طریق یہ ہے کہ T.V. پر بیٹھ کر ڈیبیٹ (Debate) ہو، مولویوں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہوں اور احمدیوں کی طرف سے بھی شامل ہوں۔ اور پھر لوگ، عوام خود فیصلہ کریں کہ ہم غلط ہیں یا صحیح ہیں۔ ہم اس ڈیبیٹ کے لئے تیار ہیں اور جماعت کی طرف سے انڈونیشیا کے امیر عبدالباسط صاحب ہوں گے۔

جرنلسٹس کے ساتھ یہ انٹرویو سات بجے تک جاری رہا۔

سنگاپور کے Mandarin Oriental ہوٹل میں ایک پُر وقار استقبالیہ تقریب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کے اُس ہال میں تشریف لے آئے جہاں اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آنے والے تمام مہمانان کرام اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ جب حضور انور اس ہال میں تشریف لائے تو تمام مہمانوں نے کھڑے ہوکر حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم Nasrun Aminullah آف انڈونیشیا نے کی۔ اس کے بعد اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزم ایاز احمد آف سنگاپور نے اور Baasa زبان میں ترجمہ عزیزم معاز احمد نے پیش کیا۔

اس کے بعد نیشنل صدر جماعت سنگاپور مکرم عبدالعزیز صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں Mr. Lee Koon Choy نے اپنا مختصر ایڈریس پیش کیا۔ موصوف 29 سال تک آٹھ ممالک میں سنگاپور کے سفیر اور ہائی کمشنر رہ چکے ہیں۔ ممبر آف پارلیمنٹ اور سینئر منسٹر آف سٹیٹ سنگاپور رہ چکے ہیں۔ موصوف ملک سنگاپور کے بانیوں میں سے ہیں۔ موصوف مصنّف اور مصوّر بھی ہیں۔ نو کتب لکھ چکے ہیں۔ ان کی تصویروں کی نمائش کئی ممالک میں لگ چکی ہے۔

موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ جب میں ساٹھ کی دہائی کے آخر پر اور ستّر کی دہائی کے شروع میں مصر (Egypt) میں بطور سفیر متعین تھا تو اُس وقت مصر کے حالات اور سارے عرب ممالک کے حالات بہت اچھے تھے۔ امن قائم تھا۔ لیکن اب گزشتہ سالوں میں ان عرب ممالک کا امن برباد ہوکر رہ گیا ہے اور اب وہاں اسلام کو بدنام غلط کیا جارہا ہے اور اسلام کا ایک غلط تأثر پیش کیا جارہا ہے لیکن مجھے اس بات سے خوشی ہے اور مَیں اس بات کو سراہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ دنیا کے سامنے حقیقی اور پُرامن اسلام کا نام روشن کررہے ہیں اور ہر طرف امن کا پیغام دے رہے ہیں۔

موصوف کے ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل چار چیریٹز کو جماعت سنگاپور کی طرف سے سرٹیفکیٹس عطا فرمائے اور ساتھ ہی ہر چیرٹی کو پانچ ہزار سنگاپور ڈالرز کا چیک بھی عطا فرمایا:

1۔ سنگاپور ریڈ کراس۔
2۔ سنگاپور کینسر سوسائٹی۔
3۔ سنگاپور چلڈرن کینسر فاؤنڈیشن۔
4۔ سنگاپور نیشنل Kidney فاؤنڈیشن۔

اس کے بعد سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبالیہ تقریب میں خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے تو ہماری دعوت قبول کرنے اور یہاں تشریف لانے پر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ لوگ کسی سربراہِ مملکت ، یا کسی نامور سائنسدان یا کسی ماہر اقتصادیات یا اعلیٰ پائے کے سیاستدان کے استقبالیہ کیلئے تشریف نہیں لائے بلکہ ایک ایسی استقبالیہ کی تقریب میں آئے ہیں جس کا ایک مذہبی جماعت کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے۔ آپ کا احمدیہ مسلم جماعت سے یا ہمارے مذہب سے تعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ یقیناً آپ کی طرف سے کشادہ دلی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ ہے۔

کسی دنیاوی رہنما کے ساتھ تعلقات رکھنا دنیاوی روابط بڑھانے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ کسی سائنس فورم میں شامل ہوکر انسان سائنسی ترقیات کے متعلق جانتا ہے جبکہ کسی عالم فاضل کی صحبت علم کے اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مزید یہ کہ آج کے دور میں ماہرین اقتصادیات کی آراء کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ گزشتہ چند سالوں میں باوجود اس حقیقت کے کہ معاشی آسودہ حالی کے حصول کیلئے مسلسل کوششیں کی جارہی ہیں اقتصادی بحران نے ساری دنیا کو لپیٹ میں لے لیا ہے۔ گو کہ سنگاپور ایک چھوٹا ملک ہے لیکن یہ بھی دنیا کی اقتصادی ترقی کیلئے اپنا ایک کردار ادا کررہا ہے۔ درحقیقت مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی اس کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہوں گے اور اسی وجہ سے آپ کی ماہرین اقتصادیات یا تجزیہ کاروں کی طرف سے آنے والی نئی آراء اور نظریات میں خصوصی دلچسپی ہوگی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: سیاست کے حوالہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتیں اور بین الاقوامی حکمتِ عملیاں وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہیں اس لئے لوگ سیاستدانوں کے نقطہ ہائے نظر سننے اور تازہ ترین سیاسی ردّ و بدل کے ساتھ ساتھ چلنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو دنیا مذہب کو اتنی اہمیت نہیں دیتی یہاں تک کہ وہ لوگ جو مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں یا جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے ہیں وہ بھی دنیاوی معاملات کو فوقیت دیتے ہیں۔ یعنی ہر لحاظ سے مذہب کو دوسرے درجہ پر ہی رکھا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے پیشِ نظر میرا خیال ہے کہ آپ کا ایک مذہبی جماعت کے عالمی سربراہ کے استقبالیہ میں شامل ہونے کے لئے یہاں پر موجود ہونا آپ کی رواداری اور وسعتِ حوصلہ کا ایک واضح ثبوت ہے۔

پس اگر میں آپ کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ ایک طرف تو میں بنیادی اخلاقی اقدار سے دور ہٹ رہا ہوں گا اور دوسری طرف میں اپنے مذہب کی تعلیمات کو بھی نظر انداز کر رہا ہوں گا۔ کیونکہ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے خالق کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ پس اگر شکریہ کے یہ جذبات نہیں ہیں تو ہر قسم کی مذہبی عبادت فضول اور بے کار ہے۔

مختصر سے تعارف اور شکریہ کے بعد میں اپنی مذہبی تعلیمات کے تعلق میں چند نکات پیش کرنا چاہوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام دنیا کو روحانی اور اخلاقی تعلیم دیتا ہے اور بنی نوع انسان کو اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

روحانی تعلیمات کے علاوہ اسلام ہمیں معاشرے میں رہنے کا طریق اور معاشرتی طرزِ حیات کے متعلق مکمل ضابطۂ اخلاق مہیا کرتا ہے۔

اسلام نے بنیادی خاندانی تعلقات سے لے کر عالمی تعلقات تک ہر سطح کے روابط قائم رکھنے کے متعلق تفصیلی رہنمائی فراہم کی ہے۔

مزید یہ کہ اسلام ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ہمیں اپنے معاشی و اقتصادی معاملات کو کیسے چلانا ہے اور ایک حقیقی مسلمان کو اس کے مالی معاملات کے بارے میں ذمہ داریوں کے متعلق بھی بتاتا ہے۔ جہاں قرآن کریم میں اسلامی تعلیم مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتی ہے وہاں اسلامی تعلیم ہمیں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم دیتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ موضوع اور اسلام کی یہ تعلیمات اتنی وسیع ہیں کہ آج میرے لئے ان سب کو زیرِ بحث لانا ناممکن ہوگا۔ اس لئے میں صرف اسلام کے بتائے ہوئے معاشی نظام کے ایک حصہ کے متعلق ہی بات کروں گا۔ چنانچہ میں چند ایک نکات بیان کروں گا جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقتصادیات کے بنیادی اصولوں کو واضح کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل دنیا کے اکثر حصہ میں یہ خیال اور سوچ پائی جاتی ہے کہ اسلام سختی اور شدت پسندی کا مذہب ہے۔ لہٰذا جب میں اسلام کے اقتصادی نظام کا ذکر کروں گا تو شاید بہت سوں کو یہ خیال گزرے کہ اللہ کے نام پر اور خفیہ مقاصد کے حصول کی خاطر اسلام کا اقتصادی نظام زبردستی اور جبر پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے تو میں بتادوں کہ یہ بالکل غلط ہے اور حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ غلط نظریات اس لئے قائم ہوگئے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے قرآن کی اصل تعلیمات کو سمجھا نہیں جس کی وجہ سے وہ غیر مسلم دنیا کے سامنے اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت بعض ایسے خود غرض مسلمان بھی موجود ہیں جو صرف اپنے ذاتی مفادات کا سوچتے ہیں۔ وہ اپنی ہوس اور خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اسلام کی تعلیمات کو مکمل طور پر غلط رنگ میں بیان کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام پر بہت سے بے بنیاد اعتراضات لگائے جاتے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں غیر مناسب طریق پر اسلام کا حقیقی نام بدنام کرتی ہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام ہر موقع پر صرف معقول اور مدلل جواب دیتا ہے جو کہ صاف شفاف اور انصاف پر مبنی ہوتے ہیں۔ درحقیقت اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ دیگر معاملات کی طرح اقتصادی معاملات حکمت اور پوری توجہ کے ساتھ طے ہونے چاہئیں۔

قرآن کریم کا بیان کردہ ایک بنیادی اصول میں بتاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے؛

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

(سورۃ البقرۃ آیت 30)۔

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

یعنی قرآن کریم بتاتا ہے کہ دنیا میں موجود ہر چیز بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ بنیادی سطح پر اگر کسی ملک کو قدرتی وسائل عطا کئے گئے ہیں تو وہ وسائل اس قوم کے لوگوں کے فائدہ کے لئے ہیں۔

اسلام نے اس بات کو مزید یہ کہہ کر واضح کیا ہے کہ ہمیں اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ہمسائیگی کی جو تعریف قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے اس کے مطابق آپ کے گھر کے ساتھ والا، آپ کے ساتھ کام کرنے والا اور آپ کے ساتھ سفر کرنے والا شخص بھی آپ کا ہمسایہ ہے۔ یہاں تک کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تو آپ کے گھر کے چاروں اطراف میں واقع چالیس گھروں تک ہمسائیگی جاتی ہے۔ پھر اس کو ہمسایہ شہر اور ہمسایہ ممالک تک لے کر جایا جاسکتا ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ ہمسائیگی کس حد تک وسیع ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جہاں ایک طرف قوم اپنے ان وسائل سے مستفید ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائے تو دوسری طرف اس قوم کو اپنی دولت غریب اور محتاج ممالک کے لوگوں کی مدد کے لئے بھی استعمال کرنی چاہئے۔ اور یہ دولت منصفانہ طریق پر اور بغیر فرق کئے اور بغیر کسی لالچ کے یا ذاتی فائدے کے بے غرض ہوکر استعمال کی جانی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ہم قدرتی زمین کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کس طرح سے مختلف قسم کے قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے کہ اس میں سے ہر ایک چیز دنیا کی معاشی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں پتہ ہے کہ معاشی ترقی کیلئے پہاڑ بھی ایک مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر بہت سے قدرتی وسائل جیسے انمول اور بیش قیمت جواہر اور معدنیات زیرِ زمین پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے حصوں میں تیل کے ذخائر موجود ہیں جو مسلسل بے شمار دولت فراہم کرتے ہیں۔ پھر چلتے دریا ہیں اور یقیناً پانی ایک بنیادی ضرورت ہے اور ہمیشہ اس کا مطالبہ رہتا ہے۔ دنیا کے بعض حصوں میں درحقیقت پانی کی سخت قلت روز بروز تشویش ناک اور مایوس کن مسئلہ بنتی جارہی ہے۔ بہرحال یہ تو اس قدرتی دولت کی جس سے اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو نوازا ہے چند ایک مثالیں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام تعلیم دیتا ہے کہ یہ تمام وسائل بنی نوع انسان کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ یعنی یہ تمام انعامات تمام لوگوں کیلئے ہیں اور ہر ایک کو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ زمین کے اوپر بھی اور زمین کے نیچے یہ وسیع خزانے جن سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے چند ایک منتخب لوگوں کیلئے نہیں ہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ کے ہر انسان کے فائدہ کیلئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی مہارت کے ذریعہ ان انعامات کو استعمال کے قابل بناتے ہیں اور اس چیز کا ان کو فائدہ بھی ملنا چاہئے۔ سائنسدان ہیں جو اس قسم کے وسائل کو ڈھونڈنے کیلئے نئے نئے راستے دریافت کرتے ہیں اور ان قدرتی وسائل کو مثبت طور پر بروئے کار لانے کیلئے مختلف قسم کی مشینری اور آلات بناتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ان کوششوں کی بدولت ان کو معاوضہ ملنا چاہئے۔ اسی طرح انجینئرز ہیں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف قسم کی مہارتیں حاصل کرتے ہیں اور پھر ان قدرتی وسائل کی بہتری کیلئے کام کرتے

ہیں۔ان کو بھی فائدہ ملنا چاہئے۔

دیگر کئی شعبہ جات کے ماہرین ہیں جنہیں ان کا حصہ ملنا چاہئے۔لیکن اس کے ساتھ یہ بھی قطعی طور پر واضح ہونا چاہئے کہ کسی بھی شخص یا گروپ کو کسی عام ملازم یا مزدور کو اس کا حصہ دینے سے انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جن حالات کا اس وقت دنیا کو سامنا ہے، اس میں تو یہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے کام کرنے والوں کو مناسب تنخواہیں فراہم کی جائیں اور ممکنہ حد تک کام کرنے کا بہترین ماحول فراہم کیا جائے تا کہ امیر اور غریب کے درمیان دوری جس حد تک بھی ہو سکے، کم ہو۔ اس قسم کی سہولیات اور ملازمت کے حقوق کی فراہمی امیر کبیر کمپنیوں کی یا ان اداروں کی بھی ذمہ داری ہے جو ان ملازمین کو رکھتے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: سوشلزم کی طرح اسلام یہ نہیں کہتا کہ امیر کی دولت اس سے زبردستی ہتھیا لی جائے اور انہیں صرف بنیادی ضرورت کی رقم ہی رکھنے کی اجازت دی جائے۔ اسلام ایسا نظام بھی نہیں چاہتا جہاں آجر اور اجیر آمد کے لحاظ سے برابر ہو جائیں۔ بلکہ اسلام تو کہتا ہے کہ ملک کی قومی دولت بروئے کار لائی جائے اور اسے معاشرہ کے ہر حصہ اور ہر طبقہ کی بہتری کے لئے استعمال کیا جائے۔قومی دولت استعمال کی جائے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ معاشرہ کے ہر فرد کو بعض بنیادی سہولیات تک رسائی ہے۔

مثال کے طور پر اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ہر ایک بچہ، قطع نظر اسکے کہ اس کا تعلق کس خاندان یا علاقہ سے ہے، کو باقاعدہ تعلیم فراہم کی جائے تا کہ وہ ہنرمند بن سکے اور معاشرہ کیلئے مفید وجود بن سکے۔اسی طرح دیگر بہت سی سہولیات ہیں جو کہ برابری کی سطح پر ہر جگہ فراہم کی جانی چاہئیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگرچہ دورِ حاضر کے نظام ان سہولتوں کی فراہمی کا پرچار کرتے ہیں لیکن اس حد تک نہیں جس حد تک اسلامی تعلیمات تقاضہ کرتی ہیں۔ پھر اسلام ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف اپنوں ہی کی مدد نہ کرو بلکہ اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔ چنانچہ ممالک کو اپنے ہمسایہ ممالک کی بہبود کے لئے بھی اپنے وسائل بروئے کار لانے چاہئیں۔ جب ایک ملک ضرورتمند ہو یا کسی لحاظ سے بھی محرومی رکھتا ہو تو یہ اس کے پڑوسی کا فرض ہے کہ اس کی معاونت کرے۔

یقیناً اسلام اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا یہ سلسلہ بڑھتا جائے اور ممالک صرف اپنے قریبی ہمسایہ ممالک کی مدد تک محدود نہ رہیں بلکہ چاہئے کہ وہ اپنے وسائل دنیا کے دیگر غریب اور محروم ممالک کی فلاح وبہبود کے لئے بروئے کار لائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ایک اور بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک کو مختلف دولت کے ذرائع اور وسائل سے نوازا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ملک اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنی دولت کو استعمال میں لا سکے یا اس سے فائدہ اٹھا سکے تو ایسے ممالک کو ان کی مدد کرنی چاہئے جو علم رکھتے ہیں اور اس دولت سے فائدہ اٹھانے کا ہنر جانتے ہیں۔ایسی مدد کا انتظام بے غرض ہو کر کرنا چاہئے اور اس میں کوئی پوشیدہ مقاصد نہ ہوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: بعض مخصوص قوموں سے دوستی یا شراکت داری کی بنیاد پر فیصلہ نہیں ہونا چاہئے کہ دوسرے کی مدد کرنی ہے یا نہیں۔ کسی بھی قسم کی فیورٹ ازم نہیں ہونی چاہئے، بلکہ مقصد یہ ہونا چاہئے کہ دوسروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ غیر منصفانہ شرائط نہیں لگانی چاہئیں جن کے تحت ممالک کی اس وقت تک مدد نہیں کی جاتی جب تک وہ بعض شرائط پوری نہ کر لیں یا جب تک کہ وہ کسی تیسرے ملک سے خاص تعلق رکھنے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ نہ ہی ایسا ہونا چاہئے کہ وہ ممالک جو ٹیکنالوجیکل معاونت فراہم کر رہے ہوں، ایسی سخت شرائط لگا دیں جس کے تحت معاونت حاصل کرنے والا ملک اپنے ہی وسائل سے پوری طرح استفادہ نہ کر سکے۔ اور نہ ہی ایسی شرائط لگانی چاہئیں جن کے تحت ملکی وسائل سے زیادہ فائدہ مدد کرنے والا ملک اٹھا رہا ہو۔ ایسے غیر منصفانہ اقدامات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ان سے بے چینی مزید بڑھتی ہے اور معاشرے میں سرایت کرتی جاتی ہے۔

جب معاملات اس نہج پر چل نکلیں تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ بے چینی اور ناانصافی کے احساس تلے کھلی دشمنیاں اور نفرتیں جنم لینے لگتی ہیں اور جب معاملات کو ایسے ہی چلنے دیا جائے تو متعلقہ ملک میں بھی اور عالمی سطح پر بھی امن تباہ ہو جاتا ہے۔یقیناً یہ سب کچھ بعینہٖ وہی ہے جو ہم آج ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بااثر طبقات اپنی دولت کا ٹھیک ٹھیک اور مناسب استعمال کرتے تو خاص طور پر ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں امیر اور غریب کے درمیان دوری اس سے بہت کم ہوتی جتنی کہ آج ہے۔ وہ دولت اور امداد جو غریب ممالک کی مدد کے لئے مختص کی جاتی ہے، اگر عالمی سطح پر اس کو صحیح طور پر خرچ کیا جائے تو یقیناً ہم ممالک کے درمیان ایسی ناانصافی کی بڑھتی ہوئی فضا اور رنجشیں نہ دیکھتے جیسا کہ آج دیکھ رہے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: دنیا کے محروم افراد کی امداد اور معاونت کا مقصد لئے بہت سی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم اقوامِ متحدہ کے متعدد ادارے ہیں جو کہ دنیا سے غربت اور افلاس کے خاتمے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ اقوامِ متحدہ کو قائم ہوئے ساٹھ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور غریب ممالک بدستور پسماندہ اور محروم ہیں جبکہ ترقی یافتہ ممالک بدستور امیر اور طاقتور ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اسلام یہ بتاتا ہے کہ اس مستقل ناانصافی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا یہ بات نہیں سمجھ سکی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا کردہ یہ وسائل تمام انسانیت کے لئے سانجھے ہیں۔ آج ایسا نہیں ہے کہ صرف وہ لوگ مسائل کا شکار ہیں جو کم ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہیں بلکہ گذشتہ چند سالوں میں آنے والے مالی بحران کے باعث ترقی یافتہ ممالک کے افراد بھی متاثر ہوئے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ممالک نے اپنے وسیع تر ذرائع اور وسائل کا صحیح طریق پر استعمال نہیں کیا اور اپنی دولت کو تمام لوگوں کے فائدہ کے لئے اہم ضروریات پر خرچ کرنے کی بجائے غیر ضروری تعیش اور فضول خرچیوں پر بغیر سوچے سمجھے بہایا ہے۔ ہم اس کے نتائج یورپ میں دیکھ رہے ہیں کہ جہاں بعض ممالک جو دیگر یورپین ممالک کی طرح امیر نہ تھے لیکن انہوں نے اپنے امیر یورپین ہمسایہ ممالک کی نقل کرنے کی کوشش کی۔ محتاط راہ اختیار کرنے کی بجائے انہوں نے اپنے وسائل سے باہر نکل کر اپنی ایسی خواہشات پوری کرنے کی کوشش کی جن کا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہ تھا اور اب اپنے اس عمل کے نتائج بھگت رہے ہیں۔

یورپین یونین کے دیگر ممبر ممالک نے ایک حد تک ان کی مدد کرنے کی کوشش تو کی لیکن اب وہ بھی سوال کرنے لگے ہیں اور سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آخر کب تک وہ کمزور ممالک کی مدد جاری رکھیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم دیکھتے ہیں کہ مسائل کی بنیادی وجوہات اور بڑھتی ہوئی رنجشیں دونوں اطراف سے ہی جنم لیتی ہیں۔ ایک طرف تو وہ مدد کی درخواست کرنے والے ممالک نے عجیب و غریب مطالبات کیے اور دوسری طرف نسبتاً امیر ممالک وسیع تر مفاد کے لئے ضرورت کے مطابق قربانی کو تیار نہ تھے۔ ان دونوں وجوہات کے باعث موجودہ حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

باقی صفحہ نمبر8پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر104)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو مسلمان ملّا مولوی وغیرہ ۔ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ۔ دونوں اس مخالفت میں اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت سے لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے اور ملّا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ اُن میں سے اکثر کی قوّت مسلوب ہوگئی ہے۔''

(ملفوظات جلد اول، صفحہ:538/ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اگست اور ستمبر 2013ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم سے تعلق رکھنے والے کچھ واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دشمن کو اس کے بُرے ارادوں میں ناکام و نامراد کرے۔ آمین

....

کراچی میں احمدیوں کی شہادت

مکرم ظہور احمد کیانی صاحب کی شہادت

کراچی؛ 21/اگست 2013ء: مذہبی منافرت کی بنا پر ایک احمدی ظہور احمد کیانی صاحب بعمر 46/سال ساکن مجاہد کالونی میٹرول اورنگی ٹاؤن ضلع کراچی کو مؤرخہ 21/ اگست کو صبح قریباً ساڑھے گیارہ بجے دو موٹر سائیکل سواروں نے گھر کے باہر آکر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق دو موٹر سائیکل سوار ظہور احمد کیانی صاحب کے گھر آئے۔ ظہور احمد کیانی صاحب اپنے ہمسایہ جناب نورالواحد صاحب کے ساتھ گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ ظہور صاحب کو دیکھتے ہی اُن افراد نے ان پر فائرنگ کر دی۔ تقریباً 12 گولیاں ان کو لگیں اور مکرم ظہور احمد صاحب موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ اِن کے ہمسایہ نورالواحد صاحب موٹر سائیکل سواروں کے پیچھے بھاگے۔ جس پر ان قاتلوں نے اُن پر بھی فائرنگ کر دی۔ نورالواحد صاحب کو تقریباً 16 گولیاں لگیں اور وہ بھی موقع پر شہید ہو گئے۔ واضح رہے کہ جناب نورالواحد صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں تھا۔

ظہور احمد کیانی صاحب محکمہ کسٹم میں ملازم تھے۔ انہوں نے لواحقین میں اہلیہ محترمہ اور 7 بچوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ مرحوم کی علاقے میں اچھی شہرت تھی اور ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ انہیں صرف احمدی ہونے کی بنا پر ٹارگٹ کیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر سید طاہر احمد صاحب آف لانڈھی کراچی کی شہادت

کراچی؛ 31/اگست 2013ء: مکرم ظہور احمد کیانی صاحب کی شہادت کے ٹھیک دس روز بعد لانڈھی کے ایک احمدی ہومیو پیتھک ڈاکٹر محترم سید طاہر احمد صاحب کو مذہبی شدّت پسندوں نے ان کے کلینک پر آکر شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 55/سال تھی۔

ڈاکٹر سید طاہر احمد صاحب ابن ڈاکٹر سید منظور احمد صاحب اپنے کلینک میں بیٹھے ہوئے تھے، مریضوں کو چیک کر رہے تھے کہ اسی دوران دو مرد اور دو خواتین مریض کے روپ میں کلینک میں داخل ہوئے اور ان میں سے ایک مرد نے ڈاکٹر صاحب پر فائرنگ کر دی۔ ڈاکٹر صاحب کو چھ گولیاں لگیں۔ ڈاکٹر صاحب کو فوراً ایک گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا مگر ڈاکٹر صاحب راستے میں ہی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محترم اعجاز احمد صاحب آف اورنگی ٹاؤن کی شہادت

کراچی؛ 04/ستمبر 2013ء: مکرم اعجاز احمد صاحب ابن مکرم محمد یعقوب صاحب آف اورنگی ٹاؤن کراچی کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کی عمر 36/سال تھی۔ آپ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر کام پر جا رہے تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے آپ کے کان کے پاس بندوق رکھ کر فائر کر دیا۔ گولی آپ کے سر سے آر پار ہو گئی۔ آپ کو ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش پالیا۔

اگرچہ ان تمام احمدیوں کے قاتل نامعلوم ہیں لیکن حکومت کو ان لوگوں کا جو علی الاعلان احمدیوں کو واجب القتل قرار دیتے ہیں اور جن کی شہ پر یہ تمام قابلِ صد مذمت کارروائیاں جاری ہیں اچھی طرح علم ہے۔ بدنامِ زمانہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نمبر 20 کے اجراء سے اب تک سندھ میں 52/احمدیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان میں سے 40% احباب کراچی میں شہید کئے گئے۔ اب تک کراچی میں سال 2012ء کے دوران سب زیادہ شہادتیں ریکارڈ کی گئی تھیں۔ لیکن ڈر ہے کہ امسال کہیں یہ تعداد پہلے سے بھی بڑھ نہ جائے۔

چک سکندر میں احمدیوں پر زمین تنگ

چک سکندر ضلع گجرات: چک سکندر میں جہاں گزشتہ کئی دہائیوں سے احمدیوں کو مخالفت کا سامنا ہے ایک دفعہ پھر شرپسندوں ملّاں نے سر اٹھایا ہے۔ اس سے قبل 1989ء میں چک سکندر پر ایک ملّاں محمد عامر کی نفرت انگیزیوں کی وجہ سے احمدیوں پر حملہ کیا گیا تھا جس کے نتیجہ میں احمدیوں کو مالی کے ساتھ ساتھ جانی نقصان بھی پہنچا تھا۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ اس وقت میاں محمد نواز شریف صاحب پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ تھے۔ مولوی محمد عامر چونکہ کچھ اور سیاسی دشمنیاں بھی رکھتا تھا اس لیے کسی نے اسے 2003ء میں قتل کر دیا۔ اس کے رشتہ داروں نے سیدھا سیدھا احمدیوں کو اس قتل میں نامزد کر دیا۔ اس مقدمہ کے جج نے واضح طور پر ملّاں کے دباؤ میں آ کر تین احمدیوں کو 2005ء میں سزائے موت سنا دی۔ ان معصوم احمدیوں نے محض اپنے عقیدہ کی پاداش میں جیل کی کوٹھریوں میں آٹھ سال گزارے۔ 2011ء میں ہائی کورٹ نے انہیں بری کر دیا۔

حال ہی میں اسی بدنامِ زمانہ ملّاں مولوی محمد عامر کے بیٹے توقیر حسین نے 9/معلوم جبکہ 26/نامعلوم افراد کے خلاف کھاریاں پولیس اسٹیشن میں زیرِ دفعات پی پی سی 365 اور 511 ایف آئی آر نمبر 324 درج کروائی ہے۔ ان نامزد افراد میں چار افراد احمدی ہیں جن میں لئیق احمد، طاہر احمد، امجد اور اسجد شامل ہیں جبکہ دیگر 5/افراد غیر احمدی ہیں۔ 20/اگست کو مجسٹریٹ نے ان کی ضمانتیں منسوخ کر دیں، نتیجۃً پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ معاملہ کی حقیقت اس وقت کھلی جب تین روز بعد گرفتار شدہ نو افراد میں سے آٹھ افراد کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ جبکہ اس نویں شخص کے بارے میں یہ بیان دیا گیا کہ اس نے پولیس کے سامنے حلفیہ کہا ہے کہ 'آئندہ سے وہ کبھی قادیانیوں کی مدد نہیں کرے گا'۔ اور یہ کہ پولیس نے اسے معاف کر دیا ہے اور اسے جانے دیا ہے، جبکہ پولیس کو ایسا کرنے کا اختیار کسی صورت بھی حاصل نہیں۔ وکیل کے جج کے سامنے یہ نقطہ اٹھانے پر کہ 'اگر پولیس بذاتِ خود اس قسم کے اقدامات کرنے لگے تو پھر عدالتوں کا کیا کام رہ جاتا ہے؟' عدالت نے بقیہ ماندہ ملزمان کی ضمانتیں قبول کر کے انہیں رہا کر دیا۔

احمدیہ مسجد کے مناروں پر مُلّاں میں بے چینی

چک 312/JB تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: گزشتہ چند ہفتوں سے گوجرہ میں ایک ملّاں کی سرکردگی میں مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ چک نمبر 312/JB میں قائم احمدیہ مسجد کے مناروں کو گرایا جائے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ انتظامیہ بھی ہر طرح سے ان سے تعاون کر رہی ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر نے احمدیوں کو مسجد کے مینار ڈھک دینے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے مجبوراً سٹیل کی چادر سے مناروں کو ڈھک کر اس جانبدارانہ حکم کی تعمیل کی اطلاع اے سی کو کی۔ لیکن دو ہی دن بعد مُلّاؤں نے ایک جلوس نکالا۔ اے سی نے ان سے کچھ وعدہ کیا جس پر غصے سے بھرا جلوس منتشر ہو گیا۔ احمدیوں کو ملاقات کے لیے 25/جولائی کو بلایا گیا۔ جب احمدی میٹنگ کے لیے مقررہ دفتر پہنچے تو وہاں 70/ کے قریب مولویوں کا ہجوم جمع تھا۔ اسسٹنٹ کمشنر احمدیوں کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہ تھا بلکہ قانون کی پاسداری کی آڑ میں ملّاں کی طرف سے کیے گئے مطالبوں کو پورا کرنے کے لیے احمدیوں کو صرف 15/دن کا وقت دیا گیا کہ اس کے اندر اندر وہ اپنی مسجد کے مینار گرا دیں۔ بعد ازاں احمدیوں کا ایک وفد ڈی سی او سے ملا۔ انہوں نے یقین دہانی کروائی کہ وہ گوجرہ کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے اس معاملے کو سلجھانے کی پوری کوشش کریں گے۔ ان حالات میں احمدی دعا کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔

روزنامہ امن کے شمارہ 16/ اگست کے مطابق مولویوں نے 22/ اگست کو ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ جس پر انتظامیہ کو 21/ اگست کو علاقہ بھر میں دفعہ 144/ لگانی پڑی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

عبدالسلام نے پوری دنیا میں ICTP جیسے 20 سینٹرز قائم کرنے کا سپنا دیکھا تھا جن میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے مختلف پہلوؤں پر ریسرچ کی جا سکے۔ انہوں نے دولت سے مالا مال ترقی یافتہ اور کئی ایک ترقی پذیر ممالک (خاص طور پر عرب ممالک سے) اس ضمن میں دردمندانہ اپیل کی اور انہیں اپنے ممالک میں بھی سائنس اور ٹیکنالوجی میں زیادہ مالی امداد فراہم کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے ورلڈ بنک سے بھی رابطہ قائم کیا اور 1990ء میں انہیں جزوی یقین دہانی بھی کروائی گئی۔ سلام ایک عالمی یونیورسٹی کے قیام کا سپنا بھی دیکھ رہے تھے۔ لیکن سلام کی کوششوں میں اُن کی زندگی کے آخری آٹھ سالوں میں ایک اعصابی بیماری کے لاحق ہو جانے سے سخت رکاوٹ پڑ گئی۔ تاہم کئی دیگر افراد کی کوششوں سے آپ ایک انٹرنیشنل سینٹر فار جینیٹک انجینئرنگ اینڈ بائیوٹیکنالوجی جس کی شاخیں ٹریسٹ اور دہلی میں تھیں، اور ٹریسٹ میں انٹرنیشنل سینٹر فار سائنس اینڈ ہائی ٹیکنالوجی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ آپ کسی ممکنہ حد تک ایڈنبرا (سکاٹ لینڈ)، بوگاٹا (کولمبیا)، IOWA سٹیٹ یونیورسٹی امریکہ، اور جنوبی کوریا میں فزکس سینٹرز کے قیام میں مصروفِ عمل رہے تھے۔ اگر عبدالسلام نے اچھی صحت میں زندگی کے کچھ سال اَور گزارے ہوتے تو بہت سارے اور ادارے قائم ہو جانے تھے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کو مخاطب ہوتے ہوئے سلام اکثر یہ محاورہ استعمال کرتے تھے: سائنس سستی تو نہیں مگر اس پر ہونے والا خرچ دس گنا واپس لائے گا۔

عبدالسلام کو بیسویں صدی کے عظیم سائنسدان اور انسانیت نواز شخص کے طور پر یاد رکھا جائے گا جس نے تیسری دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے مقام کو بلند کرنے کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی۔ 20 بین الاقوامی مراکز نیز ورلڈ یونیورسٹی قائم کرنے کا سپنا دیکھنا شاید اپنے دَور سے وہ بہت آگے تھے۔ لیکن آج کے سائنسدانوں اور عالمی لیڈروں کا یہ کام ہے کہ وہ اس سپنے کو پورا کر دیں۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

میرا سائنسی شریک کار، عبدالسلام

نظری طبیعات کے ماہر پروفیسر جوگیش پتی (Jogesh Pati) 1937ء میں اڑیسہ میں پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز تک یونیورسٹی آف میری لینڈ کے ڈیپارٹمنٹ آف فزکس کے سربراہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سٹین فورڈ نیشنل ایکسیلیٹر لیبارٹری (SLAC) کیلیفورنیا میں کام کر رہے ہیں۔ آپ نے مئی 1997ء میں ایک مضمون تحریر کیا تھا جو کہ ''فزکس ٹوڈے''، ''انڈین فزکس ایسوسی ایشن'' کے میگزین ''فزکس نیوز'' اور انڈین فزکس ایسوسی ایشن کی امریکن برانچ کے رسالہ ''نیوز لیٹر'' میں بھی شائع ہؤا تھا۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3؍مئی 2010ء میں اس مضمون کا اردو ترجمہ (ازمکرم زکریا ورک صاحب) شائع ہوا ہے۔

عبدالسلام کی وفات ستر سال کی عمر میں 21 نومبر 1996ء کو ان کے اپنے گھر آکسفورڈ میں ہوئی تھی۔ وہ ایک عظیم سائنسدان اور انسانیت نواز شخص تھے اور انہوں نے تیسری دنیا میں سائنس کی ترویج کے لئے زرّیں خدمات انجام دی تھیں اور اپنے فعال کیریئر کا کثیر حصہ اس نصب العین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ ان کی زندگی بھر کی کوششوں کی وجہ سے چند ایک بہترین ریسرچ سینٹرز وجود میں آئے۔ ٹریسٹ (اٹلی) میں انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کی بنیاد بھی انہوں نے 1964ء میں رکھی تھی اور 30 سال تک اس کے ڈائریکٹر رہے تھے۔ نیز متعدد انٹرنیشنل فاؤنڈیشنز کی بھی داغ بیل ڈالی بشمول تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کے۔ فزکس میں اہم خدمات سرانجام دینے کی وجہ سے اُنہیں متعدد انعامات دیئے گئے بشمول رائل میڈل، رائل سوسائٹی آف لندن کا کوپلی میڈل، میکس ویل پرائز اور نوبیل پرائز۔ وہ جوہری ہتھیاروں پر پابندی کے زبردست حامی تھے۔ امن اور بین الاقوامی تعاون میں خدمات کی وجہ سے ان کو کئی بڑے انعامات دیئے گئے مثلاً 1968ء میں ایٹمز فار پیس ایوارڈ، اور 1989ء میں سائنس فار پیس پرائز۔ 1989ء میں اُن کو آنریری نائٹ کمانڈر آف دی برٹش ایمپائر KBE کا لقب تفویض کیا گیا۔ یہ مان لینا خاصا مشکل ہوجاتا ہے کہ ایک واحد شخص سائنس کی تخلیق اور ترویج کے لئے اتنا کچھ کرسکتا ہے۔ اس لحاظ سے سلام بلاشبہ ایک منفرد انسان تھے بلکہ ایک Phenomenon تھے۔

سلام 1926ء میں چھوٹے سے شہر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے انڈر گریجوایٹ کی تعلیم اس رنگ میں مکمل کی کہ ان کو پنجاب یونیورسٹی سے 1946ء میں بہت سارے ایوارڈز ملے اور پھر سینٹ جانز کالج (کیمبرج برطانیہ) سے سکالرشپ بھی مل گئی۔ کیمبرج یونیورسٹی میں بھی انہوں نے سب طالبعلموں پر سبقت حاصل کر کے فزکس اور ریاضی میں ڈبل فرسٹ حاصل کی۔ پھر اُنہوں نے تھیوریٹیکل فزکس کا وہ مسئلہ چند ہی مہینوں میں حل کر دیا جو دو دہائیوں سے بہت مشکلات پیدا کر رہا تھا۔ اس پر ان کو کیمبرج یونیورسٹی نے 1950ء میں سمتھ پرائز کا حقدار قرار دیا اور اسی سائنسی معرکہ کی وجہ سے سلام اپنے کیریئر کے آغاز میں ہی عالمی شہرت کے حامل ہوگئے۔

کیمبرج میں ڈاکٹریٹ مکمل کرنے کے بعد، سلام 1951ء میں پنجاب یونیورسٹی میں میتھ کے پروفیسر بن کر پاکستان لَوٹ گئے لیکن سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی نہ ہونے نیز فزکس کے میدان میں اکیلے پن کی وجہ سے وہ بددل ہوکر 1954ء میں سینٹ جانز کالج میں لیکچرار اور فیلو بن کر واپس کیمبرج آگئے۔ پھر امپیریل کالج (لندن یونیورسٹی) میں پروفیسر کا عہدہ قبول کر لیا۔ یہاں وہ دنیا کا پہلا تھیوریٹیکل فزکس گروپ قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔ اس عرصہ میں سلام کا بہترین کام Two-component Theory of Neutrino کی تجویز تھی۔ اس کے علاوہ Chirality Symmetry کا آئیڈیا تھا جو دو دیگر سائنسدانوں نے بھی پیش کیا تھا تاکہ نیوٹرینو کے بے وزن ہونے کے مسئلہ کو سلجھایا جاسکے۔ ان کاموں کی بِنا پر سلام 33 سال کی عمر میں رائل سوسائٹی کے سب سے کم عمر والے فیلو چن لئے گئے۔ 1957-67ء کے دوران سلام کی ریسرچ کا مرکزی موضوع Weak Radioactive Force اور Electro-magnetic Force کے مابین اتحاد تھا۔ یہ سائنسی آئیڈیا 1957ء میں جولیئن شونگر نے پیش کیا تھا اور اس پر کئی سائنسدان کام کرتے رہے تھے۔ ان تمام تحقیقات کی روشنی میں وائن برگ نے 1967ء میں اور سلام نے 1968ء میں Electroweak Unification کا ماڈل تجویز کیا جو اُس وقت بسرعت مقبول ہوگیا جب Gerard t'Hooft نے ثابت کردیا کہ یہ ماڈل Re-normalize ہونے کے قابل ہے۔ سلام کا یہ کام پارٹیکلز فزکس میں سٹینڈرڈ ماڈل کا حصہ ہے اور اسی کے سبب 1979ء میں انہیں گلاشو اور وائن برگ کے ساتھ نوبل انعام دیا گیا۔

1974-75ء کے دوران سلام اور ایک اَور سائنسدان سٹراڈھی نے Super-Symmetry سے متعلق ایک نمایاں کام کیا۔ فیلڈ تھیوریز میں ان دونوں کی تھیوری بھی ناگزیر ثابت ہوچکی ہے۔

پروفیسر سلام اور میرا سائنسی تعاون 1972ء میں ٹریسٹ کی میری مختصر وزٹ کے دوران شروع ہوا تھا، اور اگلے دس سالوں تک اس میں بہت گہما گہمی رہی تھی۔ مئی 1972ء میں جب میں ٹریسٹ پہنچا تو مجھے معلوم ہؤا کہ ''گلاشو۔سلام۔وائن برگ ماڈل'' کے اصل سے قدرے مختلف نمونوں پر مقالہ جات کی بھرمار ہوچکی ہے۔ سہ پہر کے وقت چائے پینے کے دوران مَیں نے سلام سے ایک نئی تھیوری پر بات کی تو میرا خیال تھا کہ وہ فوراً اس کی نفی کریں گے اور تذبذب کا اظہار کریں گے جیسا کہ بعض دوسرے سائنسدانوں نے کیا تھا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر سلام نے کہا: ''یہ بہت ہی اعلیٰ قسم کا خیال ہے، آؤ ہم دونوں مل کر اس پر مزید کام کرتے ہیں''۔ اس قسم کی فوری ستائش میرے لئے حوصلہ افزائی کا منبع تھی۔

اس کے کچھ روز بعد پروفیسر سلام نے بہت ہی اہم آئیڈیا پیش کیا جو الیکٹران اور پروٹان کے چارجز کے بارہ میں تھا۔ چنانچہ ہماری تحقیق زیادہ اہمیت اختیار کرگئی۔ دو ہفتوں کے بعد دوپہر کے وقت مجھے ایک اَور آئیڈیا سوجھا۔ اگرچہ یہ اتوار کا روز تھا، سلام اس وقت سینٹر میں اپنے دفتر میں دفتری کام میں مصروف تھے لیکن مجھے کہا کہ میں اُن کو ملنے چلا آؤں۔ میری خوش قسمتی کہ مجھے اس روز کی آخری بس مل گئی اور دوپہر کے آخری حصہ میں مرکز ICTP پہنچ گیا۔ یہ آئیڈیا جو چند گھنٹوں قبل مجھے سوجھا تھا، سلام برجستہ میرے ولولہ اور خوشی میں برابر کے شریک ہوگئے اور سوچنے لگے کہ شاید یہ نظریہ ہی بنیادی نظریہ ثابت ہوجائے۔ 1973ء میں ہماری تجویز کہ 'پروٹان زوال پذیر ہے'، پر فزکس کمیونٹی نے شک و شبہ کا اظہار کیا تھا۔ ہمارا مقالہ 'فزیکل ریویو لیٹرز' میں شائع نہ ہوسکا کیونکہ ریفری نے اس کو ردّ کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں جب میں نے اس کا تردیدی جواب لکھا تو چیف ایڈیٹر نے اس کو قبول کرلیا تھا۔ ہم نے اس ضمن میں تجرباتی سائنسدانوں سے بھی رابطہ کیا کہ وہ پروٹان کے زوال پذیر ہونے کے بارہ میں تجربات دوبارہ شروع کردیں۔

سلام کے ساتھ میرا سائنسی تعاون دس سال کے عرصہ پر محیط تھا۔ اس دوران لاتعداد خطوط، فیکسز، فون پر دلائل اور دلائل کا ردّ، آمنے سامنے مختلف نظریات کا اظہار اور گرما گرم بحث، فزکس میں نظریاتی بحثیں، مگر یہ سب کچھ اچھے ماحول اور صاف دلی سے کیا گیا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ان کو کوئی آئیڈیا سوجھتا اور وہ فوراً جوش میں آجاتے تھے۔ اگر مَیں اس کے جواب میں کہتا کہ میں اس آئیڈیا کو فلاں فلاں وجوہات کی بِنا پر پسند نہیں کرتا، تو وہ بے صبر ہوجاتے لیکن چاہے میں صحیح ہوتا یا غلطی پر ہوتا، وہ کبھی بھی برا نہیں مناتے تھے۔

عبدالسلام جہاں اپنی ریسرچ میں آگے کی طرف گامزن تھے، وہاں انہوں نے تیسری دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کا اپنا مطمح نظر کبھی نظرانداز نہ ہونے دیا تھا۔ حقیقی معنوں میں ان کو دکھ پہنچتا تھا کہ تیسری دنیا میں قابل نوجوانوں کو مواقع فراہم نہیں ہوتے اور ''خوابیدہ قابلیت والے اعلیٰ درجہ کے سائنسدان ضائع ہوجاتے ہیں''۔ وہ تیسری دنیا کے سائنسدانوں کی علمی تنہائی سے بھی نالاں تھے جس سے اُن کو اپنے وطنوں میں واسطہ پڑتا ہے۔ سائنسدانوں کی مدد کرنے کے مصمّم ارادے سے انہوں نے 1960ء میں اقوام متحدہ کے ادارہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (IAEA) سے رابطہ قائم کیا تاکہ کسی جگہ پر انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس قائم کیا جاسکے۔ اُن کی تجویز کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک ترقی پذیر ملک کے نمائندہ نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ ''تھیوریٹیکل فزکس سائنس کی رولز رائیس ہے، جبکہ ترقی پذیر ممالک کو صرف بیل گاڑیوں کی ضرورت ہے''۔ چار سال تک سلام اور اُن کے رفقائے کار نے بڑی شدّت سے اپنی مہم جاری رکھی، اور آخرکار 1964ء میں IAEA کی جزوی اور اٹلی حکومت کی بنیادی مدد سے یہ سینٹر قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

عبدالسلام کی اَنتھک کوششوں کے طفیل یہ سینٹر ریسرچ اور ٹریننگ کے میدان میں اعلیٰ درجے کے سائنسدان پیدا کر رہا ہے۔ یہاں ہر سال ورکشاپس اور سمر سکولز کے ذریعہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے سائنسدان باہم ملاقات کرتے ہیں۔ سینٹر کی 33 سالہ تاریخ میں 60 ہزار سائنسدان سینٹر کی میزبانی سے لطف اندوز ہوچکے ہیں جن میں نصف تعداد ترقی پذیر ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔

ساحل سمندر اور پہاڑیوں سے گھرے ہوئے ٹریسٹ میں سلام نے کبھی بھی کام سے چھٹی نہیں کی تھی۔ ان کا خاندان برطانیہ میں مقیم تھا اور وہ سینٹر کی عمارت سے ملحقہ حویلی میں رہائش پذیر تھے۔ ہر دو ہفتے بعد وہ چند روز کے لئے اپنی فیملی سے ملنے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور ذہنی اتحاد اُن کے لئے ہر آن اندرونی صلابت کا منبع ہوتا تھا۔ آپ ایک مؤثر مقرر اور بہترین سفارتکار تھے۔ آپ کی وہ تقاریر جو اقوام متحدہ کے عام سامعین کے لئے ہوتی تھیں، وہ قصوں، مماثلتوں، تشبیہات اور حقائق سے معمور ہوتی تھیں۔

سلام تیسری دنیا میں مقیم سائنسدانوں کی ضروریات و حوائج کو دلی طور پر محسوس کرتے تھے۔ اپنے احساسات کا عملی رنگ میں اظہار کرنے کے لئے انہوں نے نوبیل انعام سے ملنے والی ساری رقم ترقی پذیر ممالک میں سائنس کے فروغ کے لئے دیدی تھی۔ انتہائی مصروفیت کے باوجود وہ سینٹر میں آنے والے ہر شخص سے ملنے کا اہتمام کرتے تھے اور اس کوشش میں رہتے کہ تمام ایسے افراد کی ضروریات کو حتی الوسع پورا کرسکیں۔ ایسی شاندار خصوصیات کا ایک شخص میں مجتمع ہوجانا ہی وہ وجوہات ہیں کہ سلام نے بہت بڑھ کر کامیابیاں حاصل کیں۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 اپریل 2010ء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کا کلام شائع ہوا ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

شش جہت نور سے جگمگانے لگے دہر میں گونجتی ہے اذاں ساتھیو
کر چکے ہیں مسخر فضاؤں کو بھی اب غلام مسیحِ زماں ساتھیو
برگزیدہ شجر موسموں سے لڑا بجلیاں بھی گریں آئے طوفان بھی
یہ تو پلتا رہا اور بڑھتا رہا آج یہ ہو چکا ہے جواں ساتھیو
پُرخطر راہ سے مسکراتے ہوئے ہم تو کرب و بلا سے گزرتے رہے
کوئی منزل ہماری بدل نہ سکی آئی جو آفتِ ناگہاں ساتھیو
زادِراہ لے کے تقویٰ کا چلتے رہو منزلیں دے رہی ہیں صدائیں ہمیں
پیش قدمی کرو یہ زمیں ہی نہیں اب تو کرنے ہیں زیرآسماں ساتھیو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 25, 2013 – October 31, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 25, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:15	Reception At Houses Of Parliament 2013: Historic reception held at the Houses of Parliament UK on June 11, 2013.
02:30	Japanese Service
02:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 10, 1996.
04:00	Kasre Saleeb
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 343
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Tabligh Seminar Germany 2013: Recorded on June 29, 2013.
07:50	Siraiki Service
08:20	Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Ghazwat-e-Nabi
14:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:30	Shottor Shondhane
15:40	Ahmadiyyat and Science: A discussion about "Ideals and Realities" and memories of a meeting with Dr. Abdus Salam.
16:20	Friday Sermon [R]
17:25	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Tabligh Seminar Germany 2013[R]
19:00	Real Talk
20:05	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-E-Huda

Saturday October 26, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35	Yassarnal Quran
01:10	Tabligh Seminar Germany 2013: Recorded on June 29, 2013.
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 25, 2013.
03:20	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 344
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 26, 2009.
08:30	International Jama'at News
09:00	Question and Answer Session: Part 2, recorded on December 3, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on October 25, 2013.
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:50	Faith Matters
20:45	International Jama'at News
21:15	Rah-E-Huda
22:50	Story Time
23:05	Friday Sermon [R]

Sunday October 27, 2013

00:15	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana UK Address
02:45	Story Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on October 25, 2013.
04:05	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 329
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Quran
07:10	Mulaqat With Lajna Students: Recorded on May 19, 2013 in Vancouver.
08:15	Faith Matters
09:15	Question And Answer Session: Recorded on December 4, 1999.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on December 21, 2012.
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 25, 2013.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Mulaqat With Lajna Students [R]
16:20	Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion about the lives of the companions of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Promised Messiah (as).
16:55	Kids Time
17:25	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Mulaqat With Lajna Students [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Food For Thought
21:30	The Meaning Of Life According To Islam
22:00	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday October 28, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30	Yassarnal Quran
01:00	Mulaqat With Lajna Students
02:05	Food For Thought
02:40	Friday Sermon: Recorded on October 25, 2013.
03:50	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 338
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith.
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Huzoor Tour of West Africa: Recorded on March 13, 2004.
07:45	International Jama'at News
08:20	Adaab-e-Zindagi
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 7, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on August 9, 2013.
11:10	MTA Travel
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith.
12:30	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on January 4, 2008.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	MTA Travel
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Huzoor Tour Of West Africa [R]
19:20	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:25	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	MTA Travel
23:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday October 29, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35	Al-Tarteel
01:15	Huzoor Tour Of West Africa: Recorded on March 13, 2004.
02:00	Adaab-e-Zindagi
02:35	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:10	Friday Sermon: Recorded on January 4, 2008.
04:10	MTA Travel
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 347
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 26, 2009.
08:30	A trip to Dorrigo
09:15	Question And Answer Session: Recorded on July 4, 1984.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 25, 2013.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:30	Quran Quiz
16:30	Ghazwat-e-Nabi
17:10	Noor-e-Mustafwi
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:45	Friday Sermon: Arabic Translation of Friday Sermon delivered on October 25, 2013.
21:00	From Democracy To Extremism
21:55	Noor-e-Mustafwi
22:05	Hamari Taleem
22:45	A trip to Dorrigo
23:10	Question And Answer Session [R]

Wednesday October 30, 2013

00:10	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:15	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 26, 2009.
02:40	Quran Quiz
03:45	Ghazwat-e-Nabi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 340
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith.
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 15, 2009 from Ladies Jalsa Gah.
08:00	Real Talk
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 13, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deen- O-Fiqahi Masail
15:40	Signs Of The Latter Days
16:35	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Real Talk
20:30	Deen- O-Fiqahi Masail
21:05	Signs Of The Latter Days
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 31, 2013

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 15, 2009 from Ladies Jalsa Gah.
02:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00	Adaab-e-Zindagi
04:00	Faith Matters: A contemporary and exciting English Question and Answer programme.
04:55	Liqa Maal Arab: session no. 341
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:50	Huzoor Tour To West Africa: Recorded on March 14, 2004.
07:45	Beacon Of Truth
08:50	Tarjamatul Quran Class
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 18, 2013.
15:05	Kasre Saleeb
15:40	Maseer-E-Shahindgan
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Huzoor Tour To West Africa [R]
19:20	Faith Matters
20:25	Adaab-e-Zindagi
21:10	Tarjamatul Quran Class [R]
22:20	Kasre Saleeb
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 18 October, 2013 | Issue No. 42

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ سنگاپور 2013ء

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ سینکڑوں احباب نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

فلپائن سے آنے والے غیر از جماعت مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات اور مختلف امور سے متعلق سوال و جواب۔

’حضور ایک روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کی شخصیت نے ہم پر گہرا اثر ڈالا ہے۔‘ ’اتنی عظیم روحانی شخصیت ہونے کے باوجود حضور اپنے آپ کو ہم سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔‘ ’حضور کا رویہ تمام مسلمان لیڈروں کے لئے نمونہ ہے۔‘

(فلپائن سے آنے والے مہمانوں کے تأثرات)

سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ، فلپائن اور میانمار کی ذیلی تنظیموں انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کی نیشنل مجالس عاملہ کے ممبران کے ساتھ حضور انور کی الگ الگ میٹنگز۔ مختلف پہلوؤں سے ان کی کارکردگی کا جائزہ، متفرق امور سے متعلق نہایت اہم ہدایات اور ممبران کے سوالات کے جوابات۔

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے بعض معززین کی حضور انور سے انفرادی ملاقاتیں اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو

انڈونیشیا کے سب سے بڑے روزنامہ اخبار Komas اور ہفت روزہ میگزین Tempo کے جرنلسٹس کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو

سنگاپور کے Mandarin Oriental ہوٹل میں ایک پُر وقار استقبالیہ تقریب۔ مختلف چیریٹیز کے لئے عطیہ جات۔

جہاں اسلامی تعلیم مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتی ہے وہاں ہمیں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم دیتی ہے۔

اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہوگئے تو وہ بے چینی جو پہلے ہی جنم لے چکی ہے وہ انتہائی خطرناک اور تباہ کن نتائج پر منتج ہوگی۔

(امن عالم کے متعدد مسائل کے حل کے سلسلہ میں اسلام کے اقتصادی نظام کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کی روشنی میں نہایت اہم اور بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

24 ستمبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے ’’مسجد طٰہٰ‘‘ تشریف لے جا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس پروگرام میں مجموعی طور پر 23 فیملیز کے 76 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب سنگاپور کی جماعت کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، میانمار (برما)، انڈیا اور پاکستان سے آئے ہوئے تھے۔ ان سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور کی خدمت میں اپنے مسائل اور تکالیف پیش کر کے دعا کی درخواست کی اور حضور انور سے رہنمائی حاصل کی۔ بچوں اور بچیوں نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے لئے دعائیں لیں، بیماروں نے اپنی شفایابی اور کامل صحت کے لئے دعائیں لیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے رنگ میں تسکین قلب پا کر اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کے خزانے لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دورانِ ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ’’مسجد طٰہٰ‘‘ میں اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس پروگرام میں مجموعی طور پر 51 فیملیز کے 289 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا اور ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں سنگاپور کے علاوہ کمبوڈیا، فلپائن، ملائشیا، انڈیا، سری لنکا اور انڈونیشیا سے آنے والی فیملیز اور احباب شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

فلپائن سے آنے والے غیر از جماعت مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

آج ملاقات کرنے والوں میں ملک فلپائن (Philipine) سے آنے والے پانچ غیر از جماعت مہمان بھی شامل تھے۔ ان میں سے ایک ’’ایشین اینڈ اسلامک سٹڈیز‘‘ کے پروفیسر Mr. Eddie Laoja ہیں جو Western Mindano سٹیٹ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔

ایک مہمان Mr. Gumaile Alim صاحب تھے جو فلپائن میں غیر سرکاری تنظیموں کی آرگنائزیشن کے چیئرمین ہیں۔

ایک دوست Mr. Yol Olaya تھے جو UNO کے تحت شعبہ تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ چوتھے مہمان Mr. Caesar Jimlok تھے جو میڈیکل ٹیکنالوجسٹ ہیں۔ پانچویں مہمان Mr. Baratucal Caudang سابق سیکرٹری ایجوکیشن رہے ہیں اور ایک سٹیٹ کے اٹارنی جنرل بھی رہ چکے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری ان مہمانوں سے تعارف حاصل کیا اور ان کا حال دریافت فرمایا اور مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائی۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں